

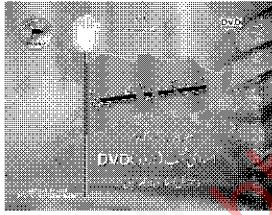
# تاریخ جذیبۃ

مجتہد الاسلام علامہ حسن رضا غدیری



یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی



# لبیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

## اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.

[www.sabeelesakina.page.tl](http://www.sabeelesakina.page.tl)

[sabeelesakina@gmail.com](mailto:sabeelesakina@gmail.com)

اپنے موضوع پر سب سے پہلی مستند کتاب



# تاریخ جنت البقیع

تالیف

جسٹس علامہ حسن رضا غدیری

ناشر

5425372

## جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

نام کتاب ..... تاریخ جنت البقیع  
تالیف ..... جنس علامہ حسن رضا ندوی  
تعداد ..... 1100  
کمپوزنگ ..... ادارہ منہاج الصالحین لاہور  
اشاعت اول ..... فون 5425372  
اشاعت دوم ..... اپریل 2000ء  
ہیہ ..... مئی 2000ء  
135 روپے



ادارہ منہاج الصالحین 'جنت البقیع' لاہور فون 5425372



# انتساب

---

ان کے نام

جن کی قبریں

ہر زندہ دل میں ہیں

## مقدمہ طبع دوم

تاریخ حقائق کا آئینہ ہے جس میں شیریں و تلخ واقعات کی رنگا رنگ تصویریں دیکھنے والی ہر آنکھ کو اپنی طرف متوجہ کرتی رہتی ہیں۔ اور جو تصویر جتنی رنگین ہو اس کی کشش چشم بینا میں آتے ہی زیادہ اثر قائم کرتی ہے، کچھ تصویریں کچے رنگوں کی ناہنستہ ترتیب کے سبب حقائق کی جلوہ گری میں پختہ کردار ادا کرنے سے قاصر رہتی ہیں مگر جو تصویریں خون کے سرخ قلم سے بنائی گئی ہوں ان کی سرخی اپنے ہر پہلو سے نمایاں ہوتی ہے اور اپنی رنگت سے تاریخ کی بہتی کو سرخو کر دیتی ہے، جنت البقیع کی تاریخ بھی کچھ ایسے ہی ہے۔ اس کی تصویر لو کے قلم سے بنی اور تاریخ کی وادی میں جھانکنے والوں کو اپنی سرخی دکھا دکھا کر اپنے طرف متوجہ کر رہی ہے۔ اس کا یہ عمل اسی دور سے شروع ہو چکا تھا جب اس کا دامن شخصیات کی تربتوں کے گوہر کے بھرتا گیا اور پھر نبوت میں تک پہنچی کہ اس کی پہچان ہی اس میں چھپے ہوئے قد آور مجاہدوں اور بلند پایہ افراد کی نسبت سے ہونے لگی کہ جسے عظمتوں کے قاتل ہاتھوں نے زور شمشیر سے اس طرح بھود کرنے کا عملی اقدام کیا کہ اب اس تصویر کے خدوخال میں ان شکستہ پتھروں کے امتساب کے سوا کچھ باقی نہیں۔ جو مراد و مزارات سے عقیدت کا رشتہ قائم رکھنے والوں کے لیے خاص ترتیب سے بچھائے گئے ہیں۔ ان پتھروں کی نسبتوں کو یاد رکھنے کے لیے کتب ”تاریخ جنت البقیع“ لکھی گئی ہے۔ اس کا دو سرا ایڈیشن قارئین کے ہاتھوں میں ہے خدا اس مخلصانہ کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

حسن رضا غدیری

# اصداء

ان کے لیے

جو تاریخ کی جنت میں

بقیع والوں کی قبریں ڈھونڈ رہے ہیں



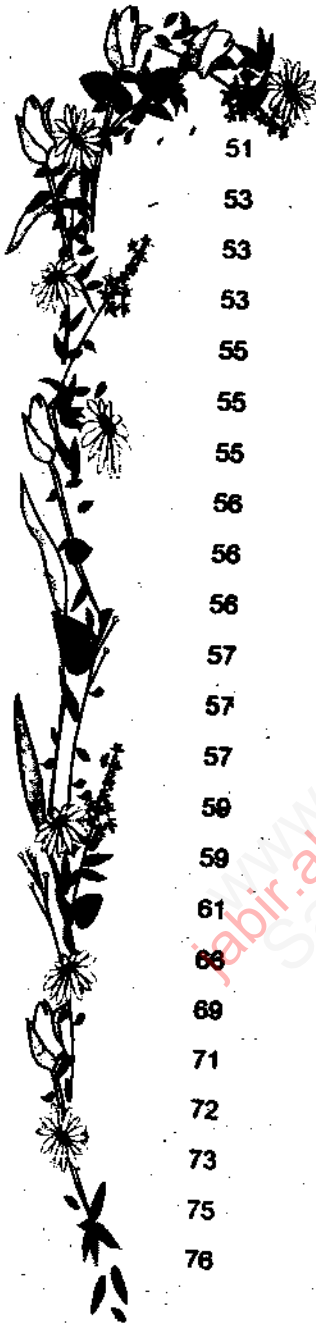
## اظہار تشکر

ہم کلب سٹاٹ "سارخ جنت البقیع" کی اشاعت کی بہت انجمن مزاحمت  
ذہراء نیویارک اور حسنی ٹرسٹ نیویارک کے کارکنوں کے مخلصانہ تعاون پر ان کا  
شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس دعا کے ساتھ کہ رب العزت انجمن ہذا کو دن دو گنی اور  
رات چو گنی ترقی عطا فرمائے۔ اور جملہ کارکنان کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔ جس  
مقصد کے لیے ان سونین نے ہمارے ادارہ کے ساتھ تعاون کیا ہے وہ بارگاہ  
خداوندی میں مقبول و منظور ہو۔ آمین

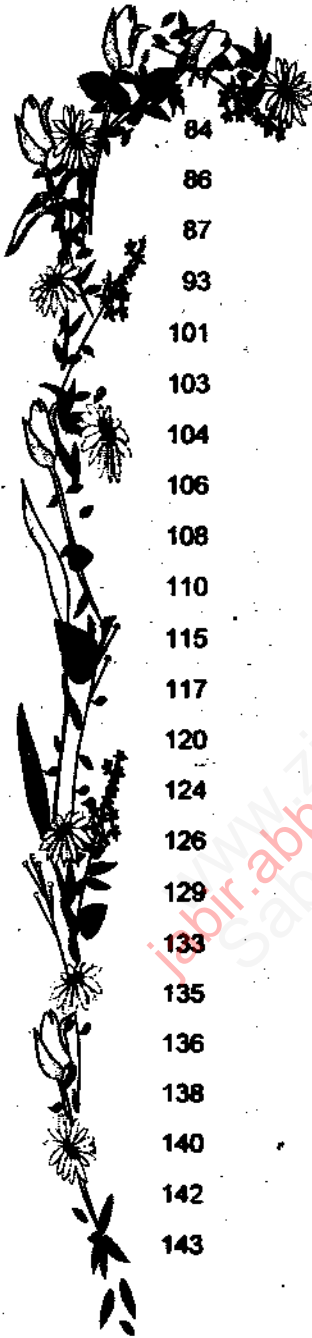
ادارہ منہاج المسلمین لاہور

## فہرست مضامین

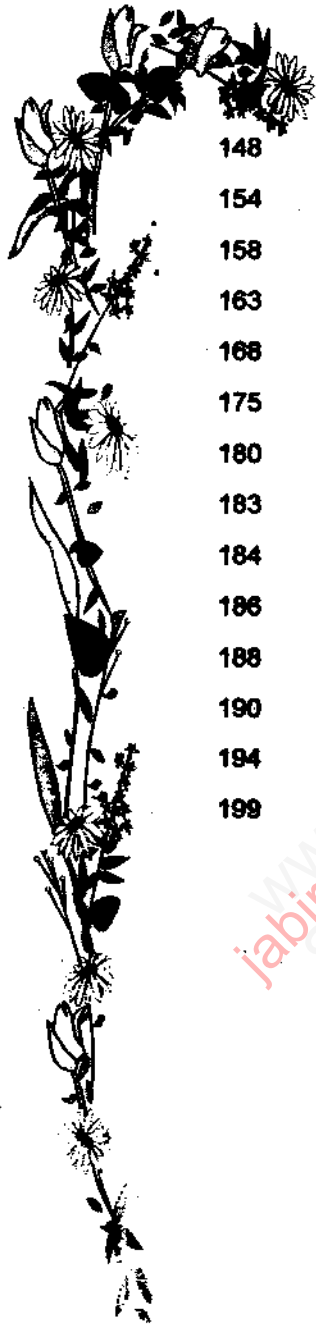
نمبر نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
1	عرض ناشر	11
2	حرفِ دول	14
3	مدنِ عیالہ	18
4	یہ جنت البقیع ہے	24
5	جنت البقیع: وجہ تسمیہ	29
6	جنت البقیع کی مدنی عیالہ	34
7	بقیع کے کتبے میں حضرت فقیر اسلام کے ارشادات	35
8	مورخین کیا کہتے ہیں	39
9	حضرت عائشہ کی روایت	42
10	حضرت لادن عباس کی روایت	44
11	سب سے پہلے فنی ہوئے اے صحابی	45
12	فقیر قبر: منقذِ سول	46
13	منقذِ سول کی جنگِ حریت	46
14	صحابہ کرام کا مددِ عمل	47
15	فرزندِ رسول کی مددِ ملت	47
16	عام مسلمانوں کی مددِ فتن	47
17	آنحضرت کا بقیع میں تشریف لانا	48
18	جنت البقیع کی توسیع	49
19	اصحاب کی قبریں	49
20	طلحہ و زبیر کی قبور مبارکہ	49



51	حضرت امام حسن علیہ السلام	21
53	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	22
53	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	23
53	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	24
53	ازدواجِ جاہلی کی قبور مبارکہ	25
55	آنحضرت کے متعلقین کی قبور	26
55	حضرت علیہ سجدہ کی قبر	27
55	حضرت امام المنین فاطمہ کی قبر	28
56	حضرت عاتکہ عموال رسول کی قبر	29
56	حضرت عقیل بن ابی طالب کی قبر	30
56	جناب عبداللہ بن جعفر کی قبر	31
57	پروردگار کا نقش و رسالت کی قبریں	32
57	ازدواجِ جاہلی کے اساتذہ گرامی جن کی قبور بقیع میں ہیں	33
57	شہداءِ احد کی قبریں	34
59	حضرت اسماعیل بن جعفر صادق کی قبر	35
59	مالک بن انس و شیخ الترمذی کی قبریں	36
61	حرارتِ مقدسہ	37
66	انندامِ جنت البقیع کے نظریاتی حوال	38
69	بارخ پر ایک نظر	39
71	دیگر مقامات کا انندام	40
72	بارخ نے رشید لا	41
73	دوسری مرتبہ مقاماتِ مقدسہ کا انندام	42
75	یومِ انندامِ جنت البقیع	43
76	دوسری اسلامی یادگاروں کا انندام	44



84	جنت الازہار	45
86	جنت البقیع کا احاطہ	46
87	قبور کی ترتیب	47
93	شہدائے اہل بیت کے بارے میں	48
101	قبور کی ترتیب کا عمومی جائزہ	49
103	موجودہ حالت	50
104	مزارات کی تعمیر نو کا مطالبہ	51
106	ہر بخشی نقطہ نظر	52
108	انسانی حوالہ سے	53
110	اجتماعی و معاشرتی فوائد	54
115	اسلامی و شرعی حیثیت	55
117	جنت البقیع میں مدفون اہل شخصیات کا تعارف	56
120	حضرت عباس بن عبد المطلب	57
124	جناب ہدایت یمن رسول اللہ	58
126	حضرت عطاء اللہ بن عبد المطلب	59
129	جناب عقیل بن ابی طالب	60
133	جناب عبد اللہ بن جعفر طیار	61
135	جناب اسماعیل بن جعفر صادق	62
136	جناب محمد بن حنفیہ	63
138	حضرت زینب بنت عبد المطلب	64
140	حضرت عائشہ بنت عبد المطلب	65
142	حضرت عثمان بن مظعون	66
143	جناب سعد بن زرارہ	67
	جناب سعد بن معاذ	68



148

154

158

163

168

175

180

183

184

186

188

190

194

199

جناب ابو سعید خدری 69

جن شخصیات کی قیور قیوع میں قیوس 70

دعائزیدات 71

زیدات حضرت قاطرہ الزہراء 72

آئمہ المہدی زیدات 73

زیدات محمد اکیم بن رسول اللہ 74

زیدات حضرت قاطرہ بنت اسد 75

زیدات حضرت علیہ سہیہ 76

زیدات حضرت ام البنین 77

زیدات حضرت صفیہ دعا کتہ 78

زیدات جناب حضرت عباس بن عبد المطلب 79

زیدات حضرت عقیلہ و عبد اللہ بن جعفر 80

زیدات جناب اسمعیل بن جعفر 81

زیدات شہداء احمد 82

کتلیات 83

# مرضِ ناشر

زیر نظر کتاب میں ”تاریخ جنت البقیع“ کے موضوع پر بحث و تحقیق کی گئی ہے۔ یہ کتاب تاریخ کے جمہور کوں سے ترتیب دی گئی ہے، جنت البقیع کی تاریخ میں جھانکنے والوں کے لیے پیارہ نورِ حیات ہوگی۔ کیونکہ اس میں جامعیت کے ساتھ مزاراتِ مقدسہ کی نشاندہی کی گئی ہے، کہ کون سا روضہ مبارکِ کمل، کس جگہ اور کس ترحیم و آرائش کے ساتھ واقع تھا۔ آلِ سود نے کس نظریہِ باطلہ کی آڑ میں آثارِ آئمہِ عظیمِ اسلام، اصحابِ رسولِ رضوانِ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعات المؤمنین اور مؤمنین صالحین کی قبروں کو کیوں اور کس لیے ملذوذ کیا؟ آلِ سود نے افکار و آثارِ اہل بیتِ عظیمِ اسلام کو مٹانے کے لیے کس کس تاریخ پر شبِ خون مارا؟ ان تمام موضوعات پر سیرِ حاصلِ بحث کرنے کے بعد جنت البقیع کے مشہور قبرستان کی تصویر آنکھوں کے سامنے کھج جاتی ہے۔ اور یہ واضح ہوتا ہے آج اور کل کے جنت البقیع میں کیا فرق ہے؟

محبتِ الاسلام والمسلمین علامہ جسٹس حسن رضا غدیری مدظلہ العالی عالمِ اسلام کے عظیم روحانی رہنما ہیں جو کثیر الملاحظہ اور باعمل کردار و شخصیت کے مالک



ہیں۔ اسلام شناسی میں یہ طوطی رکھتے ہیں، وہ ایک ہی وقت میں 'معلم'، 'مبلغ'، 'مدرس'، 'محقق' اور 'مصنف' ہیں۔ جن میں ہر کمال بدرجہ اتم موجود ہے۔ دیار غیر میں رہ کر اسلام کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں۔ تبھی تو تاریخ جنت البقیع لکھ کر محفوظ کیا ہے۔ اور مسلمانان عالم کو آل سعود کی کاروائیوں سے آگاہ کیا ہے۔ علامہ غدیری نے بڑی عرق ریزی اور عجلت کے ساتھ خاندان آل اطہار علیہم السلام کے آثار و افکار کو سپرد قریطاس و قلم کیا ہے۔ جس سے نہ صرف متلاشین تاریخ جنت البقیع استفادہ کریں گے بلکہ علماء، فضلاء اور ریسرچ سکالرز بھی مستفید ہوں گے۔۔۔۔۔ علامہ موصوف نے متاعراتی رنگ کی بجائے محققانہ اور تاریخی انداز اپنایا ہے جو عقلی اور منطقی اقدار اور تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

اس تاریخی قبرستان میں جگر گوشہ رسولؐ بھی محو استراحت ہیں۔ کہ جس خاتون جنت کی تعظیم و تکریم کے لیے رسالتِ استوار ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ جس کی شہنشاہی ریفہ میں سرور کائناتؐ نے فرمایا تھا کہ۔

”فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي مَنْ أَحَبَّهَا فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَبْغَضَهَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي“

فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے راضی و خوشنود کیا اس نے مجھے راضی و خوشنود کیا، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

لیکن یہ کائنات عالم کی وہ مظلومہ بی بی ہیں کہ جن پر ظلم پر ظلم ہوتا رہا کہ جنہیں شہادت کے بعد بھی آرام سے رہنے نہ دیا گیا کہ آپؐ کے روضہ اطہر کو مسمار کیا گیا۔ اور جان بوجھ کر رسولِ زادیؐ کے نشانات کو مٹا دیا گیا تاکہ انجمن والوں کی

رغبت و مودت اس بی بی کے ساتھ نہ ہو سکے۔ اور پھر آپ کے چار معصوم امامؑ  
فرزندوں کے روضہ ہائے مقدسہ کو بڑی بے دردی سے زمین بوس کر دیا، مرحوم  
شورش کاشمیری نے کیا خوب کہا تھا!

سوئے ہوئے مل کی لحد ہی کے آس پاس  
پور خلیل سبط پیبر "علی" کے لال

خاندان رسالتؐ کی ان عظیم ہستیوں کے روضوں پر کوئی بڑی بڑی  
بلند ٹکئیں اور عمارات نہیں ہیں، بلکہ چند پتھر پڑے ہوئے ہیں، جن کو مومن ڈھونڈ کر  
تالہ و فریاد کرتے ہیں۔ اور اپنی عقیدت کے پھول نچھلور کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ  
علامہ غدیریؒ کی اس سخی جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور سیدہ زہراءؑ علیہا  
السلام ان کو اجر جزیل عطاء فرمائیں۔

والسلام

ریاض حسین جعفری

سرپرست ادارہ منہاج الصالحین، لاہور



## حرفِ اہل اسلامی یادگاروں کے تحفظ کی اہمیت

ہر وہ چیز جس سے اسلام کی عظمت و شوکت اور اس کی مقدس تعلیمات کی کسی بھی حوالے سے تبلیغ ممکن ہو، وہ مستحسن ہے۔ کیونکہ مقصد 'خدائی پیغامات' احکامات اور ارشادات و ہدایات کو زندہ رکھنا ہے۔ لہذا تاریخی یادگاریں بھی اسی حوالے سے نہایت اہمیت کی حامل ہیں اور ان کا تحفظ 'اس پاکیزہ و اعلیٰ مقصد کے پیش نظر ضروری اور پسندیدہ عمل ہے تاکہ ان کے ذریعے تبلیغ احکام خداوندی اور ترویج دین الہی ہو سکے۔

بزرگان دین و رہبران امت و صالح مومنین و مجاہدین و شہدائے اسلام کی قبور و مزارات درحقیقت اسلامی یادگاریں ہیں جن پر حاضری دے کر اللہ تعالیٰ کی یاد دلوں میں تازہ ہوتی ہے۔ اعلیٰ و بلند صفات اور پاکیزہ اخلاق اپنانے کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔ دنیا کی فنا پذیری مجسم صورت میں سامنے آ جاتی ہے۔ آخرت سنوارنے کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ مزارات پر دعا مانگنے سے خدا کی توجہ اور عاجزی و بندگی کی توجہ

پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنے محتجج ہونے اور خدا کے قادر و بے نیاز ہونے کا عملی یقین زندہ ہو جاتا ہے اور دعا مانگنے کے خدائی حکم کی تعمیل بھی ہو جاتی ہے کہ اسے خدا نے عبادت اور اس سے منہ موڑنے کو تکبر اور خدا سے بے نیازی کا اظہار قرار دیا ہے۔

مزارات و قبور اور مقامات مقدسہ پر جا کر تلاوت قرآن پاک کرنے سے اصل تلاوت کا ثواب اور قرآنی معارف کی طرف توجہ کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ آیات الہی زبان پر لا کر خدا کی عنایات و توفیق کے حصول کا استحقاق پیدا ہوتا ہے کہ تلاوت کرنے والا محبوب خدا قرار پاتا ہے اور خدا ایسے اعمال صالحہ کی توفیق اور مقاصد و مطلوب کے حصول میں کامیابی عطا فرماتا ہے۔

اسلامی یادگاروں کا تحفظ مذکورہ بالا فوائد حاصل ہونے کی وجہ سے شعائر اللہ کی تعظیم کہلاتا ہے کہ جس کے بارے میں خداوند عالم نے فرمایا ”و من يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب“ کہ جو شخص شعائر الہی کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ کا سبب ہے۔ (القرآن)

تعظیم سے مراد ان کا احترام، ان کی پاسداری و تحفظ اور ان سے روحانی استفادہ کرنے کے مواقع فراہم کرنا ہے۔

قیمر قبور و مزارات مذکورہ اہداف و اغراض کی تکمیل کے سلسلے میں موثر کردار ادا کرتی ہے، اسے قبر پرستی کہنا نا اصفیٰ ہے کیونکہ پرستش، خدا کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ تو خدا پرستی کا ذریعہ ہے اور اس ذریعہ سے خدا کے صالح بندوں کے عظیم کارنامے و شخصیت کی یاد تازہ ہوتی ہے، جس سے ان کی راہ اپناتے ہوئے خداوند عالم کی عبادت و پرستش کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اسلامی یادگاروں کے ذریعے اسلام کی تاریخ تازہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جن بزرگوں کی قبور و مزارات پر حاضری دی جاتی ہے ان کی زندگی کا مطالعہ اور ان کے دور کی تاریخ پر نگاہ کرنے سے صدر اسلام کے حالات و واقعات سے آگہی حاصل ہو جاتی ہے۔ کفار و مشرکین کی اسلام دشمنی کے مقابلے میں اہل اسلام اور ارباب تقویٰ نے جس طرح استقامت و ایثار کا ثبوت دیا، اس کا علم ہو جاتا ہے اور بزرگان دین کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اسلامی یادگاروں کا تحفظ اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ ان کے قیام کو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود عمل کر کے اہمیت دی اور قبور اصحاب و شہداء پر تشریف لا کر ان کے تحفظ کا عملی ثبوت فراہم فرمایا۔ لہذا اس کی اہمیت کسی بحث و بیان کی محتاج نہیں۔

جنت البقیع کا مختصر تاریخی تعارف پیش کرنے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس اسلامی یادگار کے تحفظ کی اہمیت واضح ہو جائے۔ اس کی بابت چند پہلوؤں سے معلومات میر آجائیں۔ اس کے متعلق حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک کی روشنی میں اس میں جا کر دعا کرنے کی استجوابی حیثیت سے آگہی حاصل ہو، کیونکہ تاریخ کے کسی بھی حوالے کو زندہ رکھنا زندہ قوموں کی علامت ہے۔

جنت البقیع کے بارے میں چونکہ اردو زبان میں کوئی کتب میری نظر سے نہیں گزری، اس لیے میں نے غلت میں جو کچھ ممکن ہو سکا، مرتب کر دیا ہے تاہم اس سلسلے میں اگر کہیں حوالہ جات یا تاریخی مطالب میں کمی بیشی رہ گئی ہو تو قارئین

سے نشاندہی کی توقع کرتا ہوں اور شکر گزار ہوں گا۔

میری خواہش ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی تواریخ بھی کسی حوالے و نسبت سے کچھ لکھوں تو اس مقصد کے لیے خداوند قدوس جل شانہ سے توفیق کا طلب گار ہوں۔

یہ کتب ایک تاریخی دستاویز ہے جس کا کسی نظریہ کے اثبات یا نفی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس میں پائے جانے والے حوالہ جات میں میری یہ کوشش رہی ہے کہ غیر متنازعہ تحقیق کی کتب سے استفادہ کروں، نظریاتی رجحانات کے حوالہ و اسباب کی صحت و سقم اور ان سے مربوط جملہ کی بحث تاریخی تحقیق کے عمل سے باوراء ہے کیونکہ تاریخ ہی واحد وہ سند ہے جس کو نگاہ اعتبار سے دیکھا جاتا ہے اور وثوق کی حامل دستاویز پر کسی کو نظریاتی رجحانات کی بناء پر نقد و نظر کا حق حاصل نہیں ہوتا، میں نے اپنے مصلور میں بالعموم یہی کوشش کی ہے کہ تاریخ کی ثقہ شخصیات کی تحقیقی تحریروں کو شامل کروں یا برائیں اگر کہیں غیر ثقہ حوالے پائے جائیں تو اس کی وجہ ثقہ افراد کا ان کو نگاہ اعتبار سے دیکھنے کے سوا کچھ نہیں کہ جس میں تحقیقی نقطہ حای نظر کا دخل نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، خدا کرے ہمارا یہ تحقیقی عمل تاریخی اعتبار کا حامل قرار پائے۔

حسن رضا خدیری





## تاریخ کیا ہے؟

تاریخ واقعات کا خزانہ، حالات کا آشیانہ، محبتوں کا قصیدہ، نفرتوں کا نوحہ، چاہتوں کی تصویر، راحتوں کی تفسیر اور ناراحتیوں کی زنجیر، خواہشوں کا عکس، کلاشوں کا رقص، اچھائیوں کا اعلان، برائیوں کا بیان، سب کچھ بتانے والی، کچھ نہ چھپانے والی، عدل کی نشانی، ظلم کی کہانی، ماضی کا قصہ، حال کا حصہ، حقیقتوں کی ترجمان، مجازوں کا تیان، ہر شے کی داستان، بے زبان مگر سب کی زبان، بے نشان مگر سب کا نشان، گمنام مگر سب کا نام، خاموش خطیب، بولتا ادیب، بہار میں خزاں، خزاں میں بہار، خوشیوں کی کتاب، دکھوں کا نصاب، آشفٹ افکار، نوشتہ دیوار، سب کچھ کہنے والی، چپ نہ رہنے والی، بھیدوں کو ظاہر کرنے والی، کبھی کسی سے نہ ڈرنے والی، سب کی پسند، سب کی ناپسند، سچ بولنے والی اور راز کھولنے والی۔

یہ ہے تاریخ! اس میں سب کچھ ہے، آدم سے لے کر بنی آدم تک سب کے اقوال، افعال و اعمال کا ذخیرہ کئے ہوئے ہے کسی سے نہیں ڈرتی اور کبھی نہیں مرتی!

تاریخ، ابو البشر کے بیٹوں کی لڑائی آنے والی نسلوں کو بتا رہی ہے کہ نبیوں

کی امتوں نے اپنے رہبروں کے ساتھ کیا سلوک کیا، اس کی لمحہ بہ لمحہ تصویر دکھاتی رہتی ہے۔ وہ بھی صرف اس لیے کہ امانت دار ہے۔ خیانت کرنا اسے آتا ہی نہیں، اس کے ساتھ خیانت ہو تو سب کو اپنا حلال بتا دیتی ہے مگر چپکے چپکے!

مگر کس قدر بے سمجھ ہیں افراد، بشر کہ اس سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے، اس سے بھی نہیں ڈرتے، اس پر بھی اپنا اثر قائم کرنا چاہتے ہیں، اسے بھی اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتے ہیں، تاریخ پھر بھی صبر کرتی رہتی ہے، خاموشی سے سب ظلم سستی رہتی ہے، کچھ نہیں بولتی اور جب بولتی ہے تو سب راز کھولتی ہے۔ ہر دور میں اسی طلب، تمنا و تلاش میں رہتی ہے کہ چشم بینا مل جائے جسے ہر تصویر دکھا سکے، فکر سلیم مل جائے جسے سب کچھ سمجھا سکے۔ علم کے زیور سے آراستہ امانت شعار انسان کو ڈھونڈتی رہتی ہے، تاکہ اسے اپنی دولت سپرد کر دے کہ وہ خیانت نہیں کرے گا، فہم و ادراک کی دولت سے بہرہ مند شخص کو پکارتی ہے تاکہ اپنا سرمایہ معرفت بھی اس کے خزانہ شعور کے سپرد کر دے کہ وہ اسے محفوظ کر لے گا۔

تاریخ کی پیشانی پر ثبت حقیقتیں ہمیشہ اپنے نور کی ذکوۃ اس کا استحقاق رکھنے والوں میں بانٹتی رہتی ہیں۔

تاریخ کا دامن اس قدر صاف و پاکیزہ ہے کہ اسے گندہ و ناپاک کرنے کا عمل ایک وقت میں اپنی موت آپ مر جاتا ہے۔

تاریخ سلطانوں کے دبہے سے مرعوب نہیں ہوتی بلکہ ان کے درباروں میں ہونے والی ہر گفتگو اور ہر حرکت کو پورے طور پر ریکارڈ کر لیتی ہے اور جب کوئی گوش شنوا ملتا ہے تو اس کے معمولی سے اشارے پر اسے سب کچھ سنا دیتی ہے۔

تاریخ آدموں کی دہشت گردی سے وحشت زدہ نہیں ہوتی بلکہ ان کے ایوانوں کے اندر کی کہانی سے من و عن سب کو آگاہ کرتی ہے تاکہ ان سے محبت کرنے والوں کو اپنے انجام کی خبر ہو جائے اور ان کے چرنوں میں بیٹھ کر انسانیت کا خون کرنے والوں کے مکروہ چہرے بے نقاب ہو سکیں۔

تاریخ کرداروں کی تعمیر میں مصروف، با کرداروں کی قصیدہ خواں ہے۔ مگر بد کرداروں کی بد کاریوں کو بر ملا کر نوالوں کی بھرپور مددگار بھی ہے، کوئی کردار ساز ہو یا کردار سوز تاریخ اس کی گفتار و رفتار کے ہر انداز کی تصویر بنا کر خود اسے بھی دکھاتی ہے اور اسے بھی جو اس کے مشاہدے کا خواستگار ہو۔

تاریخ کا کام لوگوں کے قول و فعل کو قبضہ میں لے کر بوقت ضرورت اس سے استفادہ کرنے والے امین ہاتھوں کے سپرد کرنا ہے۔ اسے کسی کی نیت و ارادہ سے ہرگز سروکار نہیں ہوتا، اس لیے کسی کا نظریہ یا دل و دماغ کے پردوں میں چھپا ہوا خیال تاریخ کی عملداری کا راستہ نہیں روک سکتا۔

تاریخ پر ہر وقت شباب ہوتا ہے، اسے بوجھاپے کی بیماری لاحق نہیں ہوتی۔ اسی لیے اس کی تازگی سے لطف اندوز ہونے والے جواں فکر افراد اس کے بوجھاپے کی جمالیاتی کشش کا شکار ہونے میں زیادہ خوشی محسوس کرتے ہیں کیونکہ اس طرح انہیں ”بہت کچھ“ مل جاتا ہے۔

”صدیوں پرانی تاریخ“ کا لفظ کس قدر پرانا ہے کہ اس کی تاریخ بھی صدیوں پرانی ہے اور تجدید کے قائل پرانے لوگ اب تک اس کی تاریخ سے وابستہ ہیں اور صدیوں سے اس کی محبت میں گرفتار ہیں۔

میں نے ہمیشہ تاریخ کو سراہا ہے، شہباز دی ہے اور احترام کیا ہے کیونکہ اس نے مجھے ”بہت کچھ“ دیا ہے، نوازا ہے اور بخشا ہے، میں دل سے اس کی عزت کرتا ہوں کہ اس نے مجھے معلومات کی دولت دے کر عزت بخشی ہے، ورنہ مجھے کیا معلوم تھا اور کیسے معلوم ہوتا کہ آج سے صدیوں پہلے کیا ہوا؟ کس نے کیا کیا؟ اور کیوں کیا؟ مجھے کیا خبر تھی کہ ایک دور میں ایسا بھی ہوا کہ انسان نے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا؟ مجھے کیا پتہ تھا کہ ایک دور ایسا بھی انسان پر آیا کہ اس نے اپنی ”موصوم خودی“ کی مستی میں دوسروں کی ”معصوم خودی“ کو مسموم کرنے کا نامفہوم عمل بھی کر لیا؟

مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ جستانی تقاضوں کی تکمیل میں آدمی زاد نے روحانی قدروں کی پامالی تک کو روا سمجھ کر آدمیت کو تہ تیغ کر ڈالا، یہ تو مجھے تاریخ نے بتایا ہے۔

مجھے کیا خبر تھی کہ ریگستانوں میں ریٹگنے والے انسانی گدھوں نے آسمانوں سے اترنے والی انسان ساز کتابوں کو اپنی پشت پر لا کر تاریخ کو اپنے گدھے پن کی کمانی لکھوا دی، یا مجھے کب معلوم تھا کہ جس انسانیت نواز نورانی بشر نے علم و فضیلت کی دولت بانٹی، اسے لوٹ کر اور اس پر غاصبانہ قبضہ کر کے، اسی نخی پر اس دولت سے محروم ہونے کا الزام لگا دیا گیا؟ یہ تاریخ کی غلطیت ہے کہ اس نے مجھے اس حلوش سے بھی آگاہ کر دیا،

اگر تاریخ مجھے نہ بتاتی تو میں کیا جانتا تھا کہ جس محسن کے وجود کے فیض سے سب کو نفع <sup>میں</sup> پہنچا ہوئی، اسی کے ساتھ احسان فراموشی کرنے والوں کو دنیا میں

یہ انسانوں کی نفرت اور خالق کے عذاب کی آگ نے خاکستر بنا دیا تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔

یہ تاریخ ہی کا احسان ہے کہ اس نے مجھے آگاہ کیا کہ خدا پرستی کے نام پر اپنا پرستی کا بازار گرم کرنے والوں نے خود ساختہ معیاروں اور اپنے ہی تراشے ہوئے اصولوں کو توحید سے منسوب کر کے ہر ضابطہ و دستور پر خط کھینچ دیا۔

تاریخ نے مجھے اور مجھ سے پہلے لوگوں کو کھل کر بتا دیا اور میرے بعد آنے والوں کو بھی بتاتی رہے گی کہ دنیا میں ایک ایسا دور بھی آیا تھا جب دین کی روشنی سے کاشانہ انسانیت کے دروہام روشن کر دینے والی نورانی شخصیت کے در دولت پر محبت، مودت اور عقیدت کے پھول پھلور کرنے کی بجائے آگ اور لکڑیاں اکٹھی کر کے اس گھر کے در کو نذر آتش کر دیا گیا اور جس بیت میں رحمت کے فرشتوں کو بھی اذن کے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی اس کے اہل کی حرمت کو پاہل کرتے ہوئے انا کی آگ بجھائی گئی۔

تاریخ سب کو بتا رہی ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی آیا جب زندگی کی بجائے لاشوں اور پھران کی ابدی آرام گاہوں پر انتقام کی آگ برسائی گئی اور پھر کیا ہوا سب نے دیکھ لیا، سب نے جان لیا، سب جھٹے، چلائے، شور مچایا، مگر جو ہونا تھا وہ ہو چکا، سر بہ فلک مینار زمین بوس ہو گئے، گنبدوں کا سینہ چاک ہو گیا، درو دیوار خاک ہو گئے، کچھ نہ بچا، کچھ نہ رہا اور جب سب کچھ مٹ گیا تو ادھر ادھر سے شکستہ پتھروں کو نکمیر دیا گیا تاکہ اصل نشان ہی نہ رہے، یہ سب کچھ تاریخ نے بتایا اور اب تک بتاتی جا رہی ہے اور شاید قیامت تک بتاتی رہے گی کیونکہ قیامت سے پہلے یا کسی کی آمد سے

پہلے کچھ ہونے کی امید پوری ہوتی نظر نہیں آتی، اور جب کچھ ہونے کا وقت آجائے گا تو پھر تاریخ اپنا ماضی بیان کرنے میں دیر نہیں کرے گی اور جو کچھ ہو گا اسے محفوظ کر لینے میں ہرگز کوتاہی سے کام نہ لے گی کیونکہ تاریخ صدیوں پرانی باتوں کو ہمیشہ نیا رکھتی ہے اور ہر نئی بات کو پرانا ہونے سے بچاتی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اس کے دامن میں جو کچھ بھی ہے وہ اس دن کہ جب پھر کوئی دن دنیا میں نہ آئے گا۔ دنوں کے خالق کو بتا کر اپنی ذمہ داری نبھا دے گی، اپنی امانت ادا کر کے فارغ ہو جائے گی، اور توبہ کرتی ہوئی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا سے منہ موڑ لے گی کہ پھر اس میں لوٹ کر نہ آئے گی۔

یہ تاریخ ہے ----- اور یہی تاریخ ہے ----- اور یہ تاریخ ہی رہے گی۔





## یہ جنت البقیع ہے

● جنت البقیع کس قدر مقدس مقام ہے کہ اس میں خدا کے آخری نبی و حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، آپ کے نورانی قدموں کو اس کی خاک نے چوما۔

● یہ کس قدر باعظمت ہے کہ اس پر رحمت للعالمین کی نگاہ رحمت پڑی۔  
یہ کس قدر پاک ہے کہ اسے پاک ہستیوں کے پاک جسموں کے بوسے لینے نصیب ہوئے۔

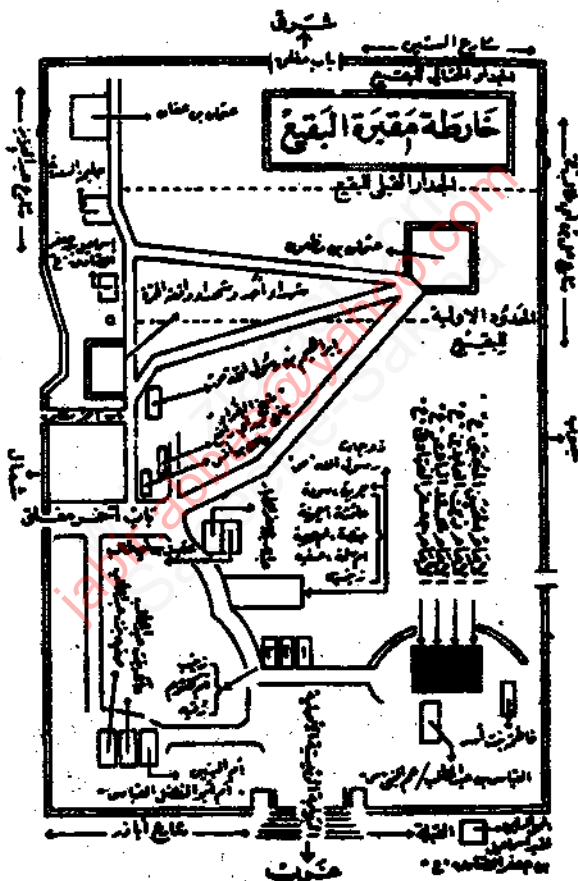
● یہ کس قدر پاکیزہ ہے کہ اس کے دامن میں پاکیزہ کردار کی مالک شخصیتوں کے مسکن بنے۔

یہ کتنی امانت شعار ہے کہ اس کے خزانے میں امامت و ولایت کے موتی ہیں

● یہ کتنی وفادار ہے کہ ابھی تک صدر اسلام کی مجاہد شخصیات کو اپنے خیمہ وجود میں چھپائے ہوئے ہے۔

● یہ اس لیے بھی عظیم ہے کہ اس میں عظیم انسانوں کی آرام گاہیں ہیں۔  
یہ کتنی عزت دار ہے کہ عزتیں عطا کرنے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

## جنت البقیع کا نقشہ



و سلم نے اس کا نام لے لے کر اس کے باسیوں کے لیے دعائیں کی ہیں۔  
یہ کتنی نامدار ہے کہ اس کا نام تاریخ کی پیشانی پر ثبت تھا، ثبت ہے اور  
ثبت رہے گا۔

یہ کتنی شب بیدار ہے کہ نور کے پیکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر  
ظلمت شب میں اس کے پاس آکر اس کے کینوں سے باتیں کرتے رہے۔  
انہیں سلام کرتے رہے اور ان کے لیے طلب مغفرت کرتے رہے اور یہ  
بیداری سے سنتی رہی اور سچے برحق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خن  
دلنواز سے لطف اندوز ہوتی رہی۔

یہی تو ہے جس میں معصوموں کی قبریں تھیں جو مزارات بنیں۔ ان پر گنبد  
و مینار بنے، زیارت گاہیں قرار پائیں مگر اب وہاں شکستہ، بکھرے ہوئے اور  
اشکبار پتھروں کے سوا کچھ نہیں۔

یہی تو ہے جہاں تاریخ نگاروں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلو شکستہ  
بٹی کی شکستہ قبر ڈھونڈنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی مگر انہیں کچھ نہ ملا اور  
کچھ ملتا بھی کیسے کہ خود اس سیدہ ملیحہ السلام نے وصیت کی تھی کہ میری  
قبر کا پتہ کسی کو نہ دیا جائے اور اسے نامعلوم رہنے دیا جائے!

یہ نورانی ہستیوں کا مسکن ہے، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلص  
ساتھیوں کی آرام گاہ ہے، مجاہدوں اور شہیدوں کی بستی ہے اور  
پرہیزگاروں کا دیار ہے۔

یہ آباد لوگوں کا ویران گھر ہے۔

اور تاریخ کی مظلوم نگری ہے،

مگر کتنی نورانی ہے کہ نور مجسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ ظاہر میں خاک نظر آتی ہے مگر اس کی نور افشانی آفتاب سے کم نہیں، اگر سورج زمین والوں کو نور دیتا ہے تو کیا ہوا یہ تو آسمان والوں کو نور دیتی ہے، وہ بلندی پر ہوتے ہوئے پہنچتی پر نور برساتا ہے اور یہ پہنچتی میں ہوتے ہوئے بلندیوں کو نور پہنچاتی ہے، اس کی فیاضیوں کا فاضل کس سے ہو سکتا ہے

یہ جنت ہے محسوسوں کی، مومنوں کی، صالحین کی، مجاہدین کی، پرہیزگاروں کی، پاکردار صحابیوں کی، بلوفا انصار کی، جاں نثار مجاہدین کی، مظلوم و مظلوم مسلمانوں کی، باعمل و دینداروں کی، اسلام کے پاسداروں کی، نمازی و روزہ داروں کی، شہیدوں کی، نمازیوں کی، تاریخ بشریت کے عبقری کرداروں کی، عبادت گزاروں کی، صدق شعاروں کی، شب زندہ داروں کی، پاکباز اہل حرم کی، اہل راز و نیاز بندوں کی، اسلام کی مایہ ناز خدشات کی،

اور ان کی!

جنہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت تھی۔

اور ان کی!

جن سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبت تھی

ہاں!

یہ جنت البقیع ہے!

اس کے کینوں پر سلام!

میرا اور سب کا، اب اور ہمیشہ!

شمالی جانب سے جنت البقیع کی ایک یادگار تصویر  
(اس سمت سے اب دروازہ بند کر دیا گیا ہے)



# جنت البقیع وجہ تسمیہ

عربی زبان میں ”قیع“ اس زمین کو کہا جاتا ہے جس میں ہر قسم کے درخت بوئے گئے ہوں۔ مدینہ منورہ میں واقع تاریخی قبرستان کو ”قیع الغرقہ“ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں زیادہ تر درخت ”غرقہ“ کی قسم سے تھے، اس کا نام ”جنت البقیع“ اس لیے مشہور ہوا کہ اس میں اسلام کی مقتدر شخصیات، آئمہ اہل بیت علیہم السلام اور صحابہ کرام مدفون ہیں، جس کی وجہ سے ”روضۃ من ریاض الجنۃ“ (مشت کے باغوں میں سے ایک باغ) کا مصداق چنے یہ بھی ممکن ہے کہ اس جگہ کو ”جنت“ یعنی لہلہاتا باغ اس پر ہر طرف پھیلے ہوئے سبزہ کی وجہ سے کہا جاتا ہو۔

عربی زبان کی لغت میں لفظ بقیع کی بابت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ملاحظہ ہو۔  
 کتب معجم مقایس اللغہ میں ابن فارس نے لکھا ہے: البقیع من الارض موضع ارواح شجر من ضروب شتی (قیع اس زمین کو کہتے ہیں جس میں ہر قسم کے عمدہ درخت لگائے گئے ہوں)

فیروز آبادی نے اپنی مشہور زمانہ لغت ”القاموس المحیط“ میں مقایس اللغہ کی تعریف سے اتفاق کیا ہے۔



جنت البقیع کی ایک یادگار تصویر جو جنوب مشرقی سمت سے لی گئی (اندرام سے ٹیس برس پہلے)

jabir.abbas@yahoo.com

کتاب ”المغانم المطاہ فی معالم طابہ“ میں مرقوم ہے کہ ہر اس جگہ کو بقیع کہتے ہیں جس میں بہر قسم کے کچے درخت ہوں۔ البتہ جہاں تک بقیع الغرقد کا تعلق ہے تو یہ اہل مدینہ کے قبرستان کا نام ہے۔

کتاب ”لسان العرب“ میں ابن منظور نے ”غرقد“ کے معنی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے (شجر لا شوک کان ینبت ہناک فذہب و بقی الاسم لازما للموضع) غرقد کانے دار درخت کو کہتے ہیں جو اس زمین (تصحیح) میں اگتا تھا مگر درخت اگنا ختم ہو گیا اور اس کا نام اس جگہ کے ساتھ باقی رہ گیا۔ لہذا اس جگہ کو بقیع الغرقد کہا جاتا ہے۔

کتاب ”معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع“ میں اصمعی کے قول سے استنبو کرتے ہوئے مرقوم ہے کہ بقیع الغرقد کو اس نام سے اس لیے یاد کیا جاتا ہے کہ ”قطعت غرقدات فی هذا الموضع حین دفن عثمان بن مظعون و بہ مسمی بقیع الغرقد“ والغرقد شجر کان ینبت ہناک (اس جگہ غرقد کے درختوں کو کاٹ کر عثمان بن مظعون کی قبر بنائی گئی اسی وجہ سے اس جگہ کو ”بقیع الغرقد“ کا نام دیا گیا، غرقد ایک درخت کا نام ہے جو وہاں اگتا تھا

جنت البقیع کے حوالہ سے اس کے اہل مدینہ کا قبرستان ہونے کی بابت جو شواہد ملتے ہیں ان میں کتاب ”الجبال والامکنہ والمیاء“ میں زعفری نے کتاب ”معجم البلدان“ میں یا قوت حموی نے اور کتاب ”المعجم ما استعجم“ میں اندلسی نے اس پر اتفاق رائے کیا ہے کہ بقیع الغرقد اہل مدینہ کا قبرستان ہے۔

تاریخی حوالہ سے ایک بات سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ اس جگہ کو بقیع

جنت البقیع کی ایک تصویر جہاں کبھی گنبد و مینار اور عظیم مزارات تھے



الفرقد کے نام سے موسوم کرنے کا سلسلہ ظہور اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت سے شروع ہوا، اس کا ثبوت عرب کے مشہور شاعر عمرو بن نعمان بیاضی کے منظوم مرثیہ میں ملتا ہے جس میں بقیع الفرقد کا ذکر ہے، مشہور زمانہ کتب تاریخ ”الکامل فی التاریخ“ ج ۱، ص ۶۷۱ سے ۶۸۱ تک عربوں کی ان جنگوں کے تذکرہ کے ضمن میں جو زمانہ جاہلیت میں ہوئیں عرب کے دو مشہور قبیلوں ”اوس“ اور خزرج کے درمیان ہونے والی لڑائیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان جنگوں میں اوس قبیلے کا سردار لشکر عمرو بن نعمان بیاضی تھا جب کہ خزرج قبیلے کا سردار لشکر حضیر بن سہام اشہلی تھا، ان جنگوں میں سے ایک جنگ کے بارے میں بیاضی نے جو شعر کے ان کو فیروز آبادی نے ”المغانم المطاہہ“ میں درج کیا ہے اور ان میں ”بقیع الفرقد“ کا نام لیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

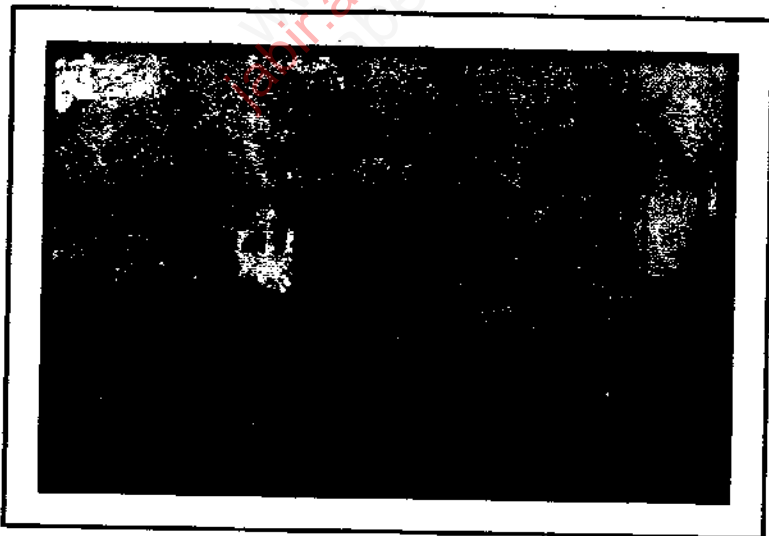
این الذین عہدتہم فی غطۃ  
بین العقیق الی بقیع الفرقد

البتہ اس شعر کے بارے میں حسانہ کے مولف ابو تمام جو کہ زمانہ جاہلیت کے شعراء کے کلام کی شناخت کا ماہر ہونے میں مشہور ہے، لکھا ہے کہ یہ اشعار قبیلہ بنو شعم کے ایک فرد کے ہیں۔

بہر حال مسلمانوں کے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنے کے بعد بقیع ہی ان کا قبرستان قرار پایا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اہل بیت علیہم السلام، اصحاب اور دیگر شخصیات کی قبور بنتی گئیں۔

# جنت البقیع کی تدفینی اہمیت

جنت البقیع کو اہمیت کا حامل مقام اس وقت کما اور سمجھا گیا جب اس میں بزرگ اصحاب وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، صلح مومنین، صدر اسلام کی مقتدر شخصیات، آئمہ طاہرین، علیم السلام، اولیائے اعلیٰ اور شہداء اسلام مدفون ہوئے، ظاہر ہے کہ متقی و پرہیزگار افراد اور اسلام کے عظیم رہنماؤں، شہیدوں اور مجاہدوں کی ابدی آرام گاہ ان ہستیوں کی نسبت سے بابرکت اور با عظمت مقام کہلائے گی،



جنت البقیع میں حرارات خمدہ کی ایک تصویر

## الحج کے بارے میں حضرت محمدؐ کے احکامات

بزرگن دین کی قبور اور صدور اسلام کے مقتدر صحابہ کرام اور مجاہدین اسلام اور پھر آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مزارات کی وجہ سے بقیع کو ایک تاریخی اہمیت اور اسلامی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس عظیم قبرستان کے بارے میں جو کچھ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس سے اس کی اہمیت کو چار چاند لگ گئے، ملاحظہ ہو۔

کتاب صحیح مسلم ج ۴ کتاب الجنائز باب ”ما یقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها“ (شرح امام نووی) میں محمد بن قیس بن مخزوم بن مطلب سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مجھے بتایا گیا ہے کہ ”ان ربک یا مرک ان قاتی اهل البقیع فتستغفر لہم“ (تیرا پروردگار تجھے حکم دیتا ہے کہ بقیع میں آکر اہل بقیع کے لیے مغفرت کی دعا کرو)“

اس کے بعد مسلم نے حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ اس حکم کے بعد حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع تشریف لے جاتے اور وہیں قبور کے سامنے کھڑے ہو کر اہل قبور کو مخاطب کر کے ان پر سلام کرتے ہوئے اس طرح فرماتے

تھے۔

”السلام علیکم دار قوم مومنین و اتاکم ماتوعدون غذا  
 موجلان وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون“  
 تم پر سلام ہوا اے مومنوں کے گھر! ”اے اس گھر کے مکینو! جو تم سے وعدہ  
 کیا گیا ہے وہ کل تمہیں مل جائے گا اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملحق  
 ہونے والے ہیں۔“

صحیح مسلم کی شرح ج ۴ ص ۳۰۶-۳۱۱ میں امام نووی نے اس حدیث کی  
 شرح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”هذا الحديث دليل لاستحباب زيارة القبور والسلام على اهلهما  
 والدعاء لهم والترحم عليهم“

یہ حدیث اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ قبور کی زیارت سنت رسول  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، مستحب ہے اور ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے خدا  
 سے طلب رحمت کرنا اور ان کے پاس آکر ان سے انکھار محبت کرنا، نہایت پسندیدہ  
 عمل ہے۔

کتب ”سنن ج ۴ ص ۹ طبع بیروت“ کتب الجواز‘ باب ”الامر  
 بالاستغفار للمومنین“ میں نسائی نے ایک طویل و مفصل حدیث حضرت عائشہؓ  
 کے حوالہ سے ذکر کی ہے، جس میں مرقوم ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے پروردگار کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں بقیع  
 جا کر اہل قبور کے لیے دعائے استغفار کروں ”انی بعثت الی اهل البقیع لاصلى  
 علیہم“ (مجھے اہل بقیع کے پاس جا کر ان کے لیے دعا کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔)

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سلام و دعا کرتے تھے ” السلام علی اہل الدیار من المومنین والمسلمین یرحمہم اللہ المستقدمین منا والمستأخیرین وانا ان شاء اللہ بکم لا حقوق“

”سلام ہو یہاں کے مومن و مسلمین کیوں پر! اللہ رحمت نازل فرمائے ہم میں سے ان پر جو پہلے گزر چکے ہیں اور جو بعد میں گئے ہیں اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملتی ہوں گے۔“

اسی سے ملتی جلتی روایت کتب ”الموطا“ میں امام مالک نے بھی لکھی ہے (کتب الجہانز، باب ۲۱ حدیث ۵۵۵ ج ۱ ص ۲۳۲ طبع بیروت)

اس میں بھی حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”انی بعثت الی اہل البقیع لا صلی علیہم“

”مجھے اہل بقیع کے لیے دعا کرنے پر مامور کیا گیا ہے“

”الطبقات الکبریٰ“ ج ۲ میں ابن سعد نے ” ذکر خروج الرسول الی

البقیع واستغفاره لاهله والشهداء“ (پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بقیع جا

کر اہل قبور اور شہداء کے لیے طلب مغفرت کرنے کے عنوان کے تحت ایک روایت ذکر

کی ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ”ابو مویبہ نے کہا (قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ابا مویبہ انی قد امرت انی استغفر لا

اہل البقیع ما تطلق معی فخرج و خرجت معہ حتی جاء البقیع فاستغفر



لاہلہ طویلا ”حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو موسیٰ! مجھے علم ملا ہے کہ میں اہل بقیع کے لیے طلب مغفرت کروں۔ میرے ساتھ چلو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے اور میں آپ کے ساتھ چل پڑا، یہاں تک کہ آپ بقیع تشریف لائے اور اہل بقیع کے لیے طویل استغفار فرمایا:“

اسی طرح کی روایت درج ذیل کتب میں بھی مذکور ہے۔

سنن ابی داؤد، کتاب ۲۰ باب ۷

صحیح ترمذی، کتاب الجہانز باب ۵۹ حدیث ۱۰۵۹ بحوالہ ابن عباس

مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۰۰ ص ۷۵ ص ۳۰۸ ج ۳ ص ۲۸۹ ج ۵

ص ۲۵۳ ص ۳۶۰ ج ۶ ص ۷ ص ۳ ص ۲۵۲

یہ تحفیں اہل سنت کی مستند کتب میں مذکور روایات، اس کے علاوہ کتب

شیعہ میں کثرت کے ساتھ دعائیں و زیارات مذکور ہیں جن میں حضرت پیغمبر اسلام

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذکورہ دعا بھی ذکر ہوئی ہے اور مکمل روایت کے ذکر کے

ساتھ زیارات کا تذکرہ ہے، حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

فروع کافی ج ۳ ص ۵۵۹ کتاب الحج طبع بیروت ج ۳ کتاب الجہانز ص ۲۲۹

من لاسخنة الفقیہ ج ۲ ص ۳۲۲ طبع بیروت - حدیث ۳۲ ص ۱۳

## مرد خین کیا کتے ہیں؟

جنت البقیع کے بارے میں عموماً مورخین نے وضاحت کے ساتھ اس بات کو لکھا ہے کہ وہاں گنبد و مینار اور ضربیں اور قبروں پر الواح موجود تھیں۔ نمونہ کے طور پر چھ نامور مورخین کی کتب سے حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

اس سے پہلے کہ کتب تاریخ سے حوالوں کا ذکر کیا جائے، اس بات کا بیان ضروری ہے کہ بقیع کا معاملہ مستطیل ہے اور برسوں تک اس کا محل وقوع شہر مدینہ سے باہر شمار کیا جاتا رہا یعنی مدینہ کی جو حدود متعین کی گئی تھیں ان سے باہر مگر زیادہ دور نہیں تھا، اس کی مساحت چھ ہزار میٹر مربع سے زیادہ نہ تھی۔ یہاں موجود صورت میں قبرستان نہ تھا بلکہ قطعاً اودار میں بزرگن دین، آئمہ اہل بیت عظیم السلام اور اصحاب اہل رضوان اللہ علیہم و دیگر شخصیات کی تدفین کے بعد اس میں قبرستان کی صحیح صورت پیدا ہو گئی۔ مختلف مذاہب میں یہاں قبور کی تعمیر اور ان پر گنبد و ضربوں کی تزئین کا عمل جاری رہا۔ بلند مینار و گنبد پر مشتمل مزارات کی تصویری دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں مسلمانوں نے ان پر غیر معمولی اہمیت کے آثار قائم کئے۔

ذیل میں مستند تواریخ کے حوالہ جات ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ تاریخ کے گونا

## تاریخی کتب کے حوالہ جات۔

(متونی ۳۳۵) ج ۲ ص ۲۸۸ طبع بیروت۔

اللہ ..... تحریر: محمد بن ابی بکر تلمسانی بحوالہ مجلہ "العرب" طبع ریاض شمارہ ۵

'۶۳۹۴ هجری بہ استناد نسخہ مخطوط ۱۲۰۴'

۶۳۳ ق - طبع مکہ مکرمہ ۱۳۶۱ ق از نسخہ مخطوطہ؛ (قبۃ عالیۃ کبیرہ

للزيارة)

سفرنامہ ابن جبیر متوفی ۷۳۳ ق، طبع بیروت ۱۹۶۳ء حالات مدینہ منورہ ۶ھ

سفرنامہ ابن بطوطہ مراکشی متوفی ۷۷۹ ق، آثار ۷ و ۸ ہجری ص ۳۳  
 ”وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ“ تالیف نور الدین علی بن احمد سمودی  
 متوفی ۹۱۱ ق، عنوان: شہر مدینہ نویں صدی میں، ج ۳ ص ۹۱۶ طبع بیروت۔  
 سفرنامہ مرزا حسین خراہانی، ص ۲۸۱، ۲۸۹، طبع ایران  
 سفرنامہ نائب الصدر شیرازی معصوم علی شاہ، متوفی ۱۳۴۲ ق، طبع بمبئی  
 ”وصف مدینۃ المنورہ“ --- علی ابن موسیٰ عثمانی --- طبع ریاض (سعودی  
 عرب) ۱۳۹۳ ق۔

”الرحلۃ الحجازیہ“ --- محمد لیبب بک بتونی، متوفی ۱۳۵۷ ق طبع مصر  
 ”دائرۃ المعارف القرن العشرين“ --- فرید وجدی مصری ج ۸ ص ۵۲۸  
 (دکان بالبقیع قباب کثیرہ) ص ۲۲۵

متن: ”ثم قصد زیارة البقیع وهو مقبرة المدينة --- فيه قبة سيدنا  
 الامام مالک وهي فی وسطها ثم قبة سيدنا ابرهیم ابن رسول الله  
 ثم قبة زوجات الرسول عليهن رضوان الله ثم قبة سيدنا عباس و  
 سيدنا الحسن بن علی فی الزاوية القبلة الغربية بالبقیع وهي الفخم  
 القباب الموجودة به و مقصورة سيدنا الحسن فيها فخيمة جدا  
 وهي من النحاس المنقوش بالكتابة الفارسية“

”مرآة الحرمين“ --- ابراهيم رفعت باشا - طبع مصر ج ۱- ۲



## حضرت عائشہؓ کی روایت

کتاب حدیث میں حضرت عائشہؓ کی روایت درج ہے، انہوں نے کہا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تھے، آپ نے اپنی ردائے مبارک، اور اپنے صلیں اتار کر ان کو اپنے پاؤں کی طرف رکھ دیا اور چادر کا ایک کونہ لے کر لیٹ گئے، تھوڑی دیر گزری تھی کہ انہوں نے سوچا کہ مجھے نیند آگئی ہے تو آپ آہستہ سے اٹھے، آہستہ سے جوتے پہنے اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر آہستہ سے دروازہ بند کر دیا، میں نے بھی ردائی اور چادر اوڑھ کر آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑی، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع پہنچ گئے۔ کافی دیر تک وہاں رہے اور تین مرتبہ دعا کے لیے آسمان کی طرف ہاتھ بلند فرمائے۔

اس کے بعد آپؐ واپس آنے لگے تو میں آپؐ کے پیچھے پیچھے واپس روانہ ہو گئی آپؐ تیز قدموں سے چلنے لگے تو میں بھی تیز قدموں کے ساتھ چل پڑی، چنانچہ آپؐ گھر پہنچ گئے مگر میں آپؐ سے تیز چل کر پہلے گھر میں داخل ہو گئی،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، کیا بات ہے کہ تم پراسرار نظروں سے مجھ کو دیکھ رہی ہو؟ میں نے عرض کی، کچھ نہیں، آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھے نہیں بتاؤ گی تو خدا کے لطیف و خیر مجھے آگاہ فرما دیں گے، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خود ہی بتا دیتی ہوں۔ چنانچہ میں نے سب کچھ بتا دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ایک سیاہ چیز جو میرے آگے آگے تھی وہ تم ہی تھیں؟ میں نے عرض کی 'جی ہاں' اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا تم نے خیال کر لیا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھے نہ دیکھ پائیں گے اور جو کچھ تو نے کیا ہے اس سے انجان رہیں گے! میں نے عرض کی ہرگز ایسا نہیں، لوگ جس قدر چمپاتے پھریں 'خدا اسے جانتا ہے اور اس سے آگاہ ہوتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بلایا تو میں ان کے ساتھ چلا گیا میں نے تمہیں جگھٹا اس لیے پسند نہیں کیا کیونکہ ایسا لگ رہا تھا جیسے تم سو رہی ہو، تمہیں نیند آگئی ہے۔ کس ایسا نہ ہو کہ میں تمہیں جگھٹوں اور تم ڈر جاؤ، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تمہارا پروردگار تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم بقیع جا کر اہل بقیع کے لیے طلب مغفرت کرو۔ میں نے عرض کی وہاں جا کر کس طرح دعائے مغفرت کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ نے فرمایا! اس طرح کو "سلام ہو تم پر اس دیار میں رہنے والو، مومنو اور مسلمانو! خدا رحمت کرے ان پر جو پہلے گزر چکے ہیں اور جو بعد میں کوچ کر گئے ہیں اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں"

(صحیح مسلم، سنن نسائی)

## حضرت عباسؓ کی حدیث

جناب عبد اللہ ابن عباسؓ روایات کے بیان میں ایک معتبر نام ہے۔ ان کی بیان کردہ روایات عام طور پر ہر محدث و مورخ سند کے طور پر ذکر کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع سے گزرے تو آپؐ نے اس طرح سلام کیا اور دعا فرمائی۔ سلام ہو تم پر اے اہل قبور! خدا تمہیں اور ہمیں اپنے سایہ مغفرت میں قرار دے، تم ہم سے پیش قدم ہو گئے ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے آرہے ہیں (اس حدیث کو صحیح ترمذی میں ذکر کیا گیا ہے)

مذکورہ بالا دو روایتوں سے جنت البقیع کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ ہو جاتا ہے کیونکہ دعائے مغفرت اور وہ بھی حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے معمولی امر نہیں بلکہ عظیم عمل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل انفرادی حیثیت نہیں رکھتا، خدائی نسبت کا حامل ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی اہمیت و حیثیت کسی فرد، گروہ، علاقہ یا زمانہ سے مخصوص نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی نسلوں اور رنگ و نسل و زبان و علاقہ سے موراوار ہر دور اور سب کے لیے لازم الاتباع ہوتی ہے۔

## سب سے پہلے دفن ہونے والے صحابی

مستند روایات و معتبر تواریخ کے مطابق سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن ہونے والے جلیل القدر صحابی جناب عثمان بن مظعونؓ ہیں، وہ مہاجرین میں سے پہلے فرد ہیں جنہیں اس سر زمین میں دفن کیا گیا، ان کی تدفین ۳ شعبان ۳ھ کو ہوئی، جبکہ انصار میں سے سب سے پہلے صحابی اسعد بن زرارہؓ البقیع میں دفن ہوئے،

جناب عثمان بن مظعونؓ رحلت فرما گئے تو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ بقیع میں غرقہ کے درختوں کو کاٹ کر وہاں انہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ جنت البقیع کے عین وسط میں انہیں دفن کیا گیا، اس طرح وہ اس قبرستان میں دفن ہونے والے سب سے پہلے صحابی ہیں کہ جنہیں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص حکم پر وہاں دفن کیا گیا!



## غیر قبر: مسجد سل

جناب عثمان بن عفون رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کے بعد حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دو بڑے پتھر ان کی قبر پر رکھے ایک ان کے سر ہانے اور دوسرا ان کے پاؤں کی طرف یہ اس لیے کیا تاکہ ان کی قبر کا نشان قائم ہو اور زائرین وہاں آکر اظہار عقیدت و محبت کر سکیں۔

### سنت رسول کی ہنگ حرمت

حضرت پیغمبر اسلامؐ نے جناب عثمان بن عفون رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے نشان کے طور پر جو دو پتھر رکھے تھے انہیں جناب معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے مدینہ منورہ پر مقرر کیے گئے گورنر مروان بن حکم نے اٹھوا دیا گیا مروان بن حکم کا یہ عمل اس لحاظ سے نادرست تھا اور اس بات کو بھی جانتے تھے کہ جس چیز کو حضرت پیغمبر اسلامؐ نے اپنے دست مبارک سے رکھا اسے ہٹا دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کی ہنگ حرمت ہے۔

## صحابہ کرام کا رد عمل

مروان بن حکم نے جناب عثمان بن مظعون کی قبر کے پتھروں کو ہٹایا تو صحابہ کرام نے اس کی سخت مذمت اور احتجاج کیا اور اسے عمل رسولؐ کی توہین قرار دے کر اس کو غلط و بد درست کہا، صحابہ کرام کے رد عمل اور شدید احتجاج کے بعد زیادہ دیر نہ گزری کہ جناب عثمان بن مظعون کی قبر کو سابقہ نشانات کے ساتھ متعین کر دیا گیا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ اس پر گنبد بنا دیا گیا۔ تاکہ دوبارہ اس کی ہنگ حرمیت اور حرمت پیغمبر اسلامؐ کے عمل کی توہین نہ ہونے پائے۔

## فرزند رسولؐ کی رحلت

کچھ ہی عرصہ بعد حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جناب ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا اور انہیں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بقیع میں دفن کیا اور ان پر گریہ فرمایا اور قبر کا نشان بنا دیا تاکہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر اگر اظہار عقیدت کرنے والوں کو آسانی ہو اور جناب ابراہیم علیہ السلام کی یادگار قائم ہو جائے۔

## عام مسلمانوں کی تدفین

رفتہ رفتہ جنت البقیع تمام اہل یثرب کا قبرستان بن گیا اور لوگوں نے اس

میں اپنی اموات کی تدفین میں رغبت کی کیونکہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نہایت بلوغاً، متقی اور جان نثار اصحاب کو وہاں دفن کروایا، اس لحاظ سے اس کی اہمیت میں اضافہ ہو گیا اور اس قبرستان کو حبرک جانا گیا، حقیقت بھی یہی ہے کہ جس جگہ اسلام کی مقتدر شخصیات مدفون ہوں اور خود حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کی قبور بنوائی ہوں وہ یقیناً بابرکت و باعزت اور با احترام مقام ہے۔

## آنحضرتؐ کا بقیع میں تشریف لانا

متقی اصحاب و مقتدر اسلامی شخصیات کے دفن کے بعد جنت البقیع کو خاص اہمیت حاصل ہو گئی اور اس اہمیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل سے تقویت دی چنانچہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شب آدمی رات کے بعد بنفس نفیس وہاں تشریف لے جاتے اور ان قبور کو اپنے قدم ہائے مبارکہ سے شرف یاب فرماتے اور وہاں مدفون اپنے ساتھیوں، مخلص اصحاب، مومنین و صالحین کو مخاطب کر کے ان پر سلام کہتے اور ان کی بخشش کی دعا کرتے، آپؐ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوتے تھے۔

”سلام علیکم دار قوم مومنین، وانا بکم ان شاء اللہ لا حقون“

اے بعد آپؐ انکی بخشش کے لیے جنت البقیع کا نام لے کر یوں دعا کرتے۔

”اللہم اغفر لاهل بقیع الفرزد“

”اے اللہ! بقیع والوں کی مغفرت فرما“

## جنت البقیع کی توسیع

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہاں تشریف لے جا کر بقیع میں مدفون شخصیات کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے اس مقام کی اہمیت بڑھ گئی۔ چنانچہ ارد گرد کے تمام اہل اسلام اپنی اموات کو وہاں دفن کرنے لگے، اس طرح جنت البقیع میں توسیع ہوئی اور اس کا احاطہ بڑھتا چلا گیا۔

## صحابہ کرامؓ کی قبریں

جنت البقیع میں صحابہ کرام کی قبور مبارکہ کے بارے میں تاریخی حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں سات ہزار سے زائد اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبریں ہیں جبکہ تابعین اور اہل بیت علیہم السلام کے افراد کی قبور ان کے علاوہ تھیں، اس طرح اس قبرستان میں صدر اسلام کے مقتدر افراد کی یادگاریں بن گئیں اور اہل اسلام ان کی زیارت کے لیے وہاں جاتے اور اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے تھے۔

## اہل بیتؑ کی قبور

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام کی

قور مبارکہ کی وجہ سے جنت البقیع کی اہمیت میں اضافہ ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جناب ابراہیم علیہ السلام پہلے فرد ہیں جن کی تدفین وہاں ہوئی۔ معتبر روایات کے مطابق حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر سیدہ نساء الحائنین حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام بھی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ اگرچہ اس کی صحیح نشاندہی ممکن نہیں کیونکہ سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ ان کی تدفین رات میں کی جائے اور ان کی قبر پر کوئی نشان بھی نہ رکھا جائے تاکہ کوئی وہاں جا کر بے حرمتی نہ کر سکے۔ ایک تاریخ کے مطابق آپ کی رحلت ۳ جولائی ۱۱ھ بمطابق ۱۷ اگست ۶۳۳ء کو ہوئی۔

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی تدفین کا موضوع طویل بحث و تاریخی حوالوں کے ساتھ تحقیق طلب ہے لہذا اس وقت اس سلسلے میں مزید تفصیلات ذکر نہیں کی جاتیں۔

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے علاوہ جن آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی قور مبارکہ جنت البقیع میں ہیں ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

## حضرت امام حسن بن علیؑ

حضرت امام حسن علیہ السلام ۲۸ صفر ۵۰ھ (۳۰ مارچ ۶۷۰ء) کو شہید ہوئے۔ آپ کو زہر دیا گیا آپ کو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے کے لیے لایا گیا مگر حکمرانوں نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو وہاں دفن نہ ہونے دیا۔ لہذا حضرت امام حسن علیہ السلام کی وصیت کے مطابق عمل کرتے ہوئے آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ آپ نے اپنی وصیت میں فرمایا تھا کہ اگر مجھے میرے جد امجد کی قبر مبارک کے پہلو میں دفن نہ کرنے دیا جائے تو مجھے میری مظلومہ ماں کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی قبر مبارک بھی جنت البقیع میں ہے لیکن اس کا تعین ممکن نہیں اور جگہ کی نشاندہی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا، تاریخی حوالوں سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو آپ کے جد امجد حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے سے روکتے ہوئے آپ کے جنازہ پر تیرہ سائے گئے اور لاش کی بے حرمتی کی گئی، مگر امام حسن علیہ السلام کی وصیت کے مطابق اہل بیت علیہم السلام نے مبر سے کام لیا اور کسی قسم کی مزاحمت نہ کی بلکہ آپ کو بقیع میں دفن کر دیا گیا۔

## حضرت امام علی زین العابدینؑ

آئمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے دوسرے فرد حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام ہیں جنہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا، آپ کی شہادت ۲۵ محرم ۹۵ھ (۲۳ اکتوبر ۷۷۳ء) کو ہوئی، ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دلوایا



آئندہ اہل بیت کی قبروں کے ارد گرد زائرین کا جھوم

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

## حضرت امام محمد باقرؑ

جنت البقیع میں دفن ہونے والے آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے تیسرے فرد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہیں جو ۷ ذی الحج ۱۱۳ھ (۳۱ جنوری ۶۷۳ء) کو شہید کئے گئے، آپ کو ابراہیم بن عبد الملک نے زہر دلویا

## حضرت امام جعفر صادقؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام چوتھے فرد ہیں جو آئمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے جنت البقیع میں دفن ہوئے، آپ کو منصور دوانقی نے زہر دلویا اور ۱۵ شوال ۱۴۸ھ (بطابق ۷ دسمبر ۷۶۵ء) کو شہادت پائی۔

## ازواج النبیؐ کی قبور مبارکہ

اصحاب و آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے علاوہ جنت البقیع میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور مبارکہ ہیں جنہیں خداوند عالم نے امات المؤمنین کا اعزاز بخشا ہے، اس لحاظ سے بقیع کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمام و عمت کی قبور بھی جنت البقیع میں ہیں جن کی وجہ سے یہ قبرستان مخصوص تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔





سہار شدہ موزرات آئر الطائر جہاں اب کچھ بھی نہیں

## آنحضرتؐ کے متعلقین کی قبور

جنت البقیع میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ، آپؐ کی چچی محترمہ صفیہ بنت عبدالمطلبؓ، آپؐ کی تربیت کرنے والی اسلام کی مقتدر خاتون حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام والدہ حضرت علی علیہ السلام کی قبر مبارک ہے، اس کے علاوہ جناب عبد اللہ بن جعفر بن عبدالمطلب کی قبر ہے۔

## حضرت حلیمہ سعدیہ کی قبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مادر رضاعی جناب حلیمہ سعدیہ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے کیونکہ آپؐ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ہونے کی نسبت حاصل ہوئی۔ اس معظّمہ بی بی کی قبر مبارک بھی جنت البقیع میں ہے جہاں زائرین اپنی عقیدت کے پھول چڑھاتے ہیں۔

## حضرت ام البنین فاطمہؓ کی قبر

حضرت عباس بن علی علیہ السلام شیریشہ کربلا کی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک بھی جنت البقیع میں زائرین کی عقیدت کا مرکز ہے۔ اس عظیم خاتون نے اسلام کی

جس طرح والدینہ وجل ٹارانه خدمت کی اس کی نظیر کیس نہیں ملتی۔

## حضرت عاتکہ عمہ رسول کی قبر

حضرت خیر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی محترمہ عاتکہ کی قبر بھی جنت البقیع میں ہے اور زائرین حضرت صفیہ اور حضرت عاتکہ دونوں کی زیارت مشترکہ طور پر پڑھتے ہیں۔

## حضرت عقیل بن ابی طالب کی قبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد حضرت عقیل بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر بھی جنت البقیع میں ہے جن کا تذکرہ تاریخ میں متعدد حوالوں سے ملتا ہے۔

## حضرت عبداللہ بن جعفر طیار

حضرت عقیل بن ابی طالب کی قبر کے ساتھ جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی بر ہے جمل ان دونوں حضرات کی مشترکہ زیارت پڑھی جاتی ہے، ان کے ساتھ بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبریں بھی ہیں۔

## پروردگار کی آغوش رسالت کی قبریں

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش عنایت میں تربیت پانے والی تین یتیم بیٹیوں زینب، ام کلثوم اور رقیہ کی قبریں بھی جنت البقیع میں ہیں، حضرت عقیل اور جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی قبروں کے نزدیک دائیں جانب ان بی بیوں کی قبریں ہیں

## ازواج النبیؐ کے اسماء گرامی

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کہ جن کی قبریں جنت البقیع میں ہیں ان کے ناموں کی بابت بعض تواریخ میں جو اسماء ذکر ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کی قبر مکہ میں ہے۔ اور میمونہ کی قبر سرف میں ہے

زینب متوفیہ ۴۲ھ، ریحانہ ۵۸ھ، ماریہ قبطیہ ۵۹ھ، زینب بنت جحش ۶۰ھ۔  
ام حبیبہ ۴۲/۴۳ھ، حفصہ ۳۵ھ، سودہ ۵۳/۵۰ھ، صفیہ ۵۰ھ، جویریہ ۵۶/۵۰ھ،  
عائشہ ۵۷ھ، ام سلمہ ۶۱ھ

## شہداء احد کی قبور

جنگ احد اسلام کی تاریخ میں نہایت اہمیت کی حامل لڑائی ہے۔ اس میں

انہدام کے بعد ائمہ اہل بیتؑ کی مجاور مبارکہ کے باقیماندہ آثار کی ایک یادگار تصویر

jabir.abbas@yahoo.com

شہید ہونے والے مجاہدین اسلام کی قبور مبارکہ بھی جنت البقیع میں ہیں، جن کی زیارت اہل یقین کو سکون روح فراہم کرتی ہے۔

## حضرت اسماعیل بن جعفر صلوٰۃ

حضرت امام جعفر صلوٰۃ علیہ السلام کے فرزند مبارک اسماعیل کی قبر مبارک بھی جنت البقیع کے احاطہ میں شہداء اہل حق کی قبور سے چند قدم کے فاصلے پر ہے۔

## مالک بن انس اور شیخ القراء ثانی کی قبریں

جانب مالک بن انس اور شیخ القراء جانب ثانی کی قبور بھی جنت البقیع میں حضرت عقیل بن ابی طالب علیہ السلام اور جانب عبد اللہ بن جعفر طیار کی قبروں سے چند قدم کے فاصلے پر ہیں۔

ان کے علاوہ ہزاروں تابعین کی قبریں جنت البقیع میں ہیں کہ جن کی وجہ سے اس مقام کو خاص اہمیت و فضیلت حاصل ہے۔



آئمہ اہل بیت کی قبور مبارکہ پر کوڑا پھینکا ہوا ہے



## مزاراتِ حق

جنت البقیع میں آئمہ اہل بیت عظیم السلام اور اصحاب و صالحین کی قبور مبارکہ پر عقیدت مندوں نے مزارات تعمیر کئے تاکہ ان ہستیوں کی زیارت کر کے ان سے محبت و عقیدت کا اظہار ہو سکے، گنبد و مینار کے مخصوص فن تعمیر کے ساتھ بزرگن دین کی یادگاروں کو محفوظ کیا گیا تاکہ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی تعمیری عظمت متاثر نہ ہونے پائے، چنانچہ صدیوں سے یہ عظیم و مبارک قبرستان اہل اسلام کی عقیدت کا مرکز ہے۔ اس کی اہمیت و عظمت مکہ مکرمہ کے معروف قبرستان ”جنت المعلیٰ“ کی طرح مسلمانوں کے دلوں میں ہمیشہ باقی رہی اور لوگ جوق در جوق آئمہ و اصحاب، اولیاء و شہداء کے مزارات پر حاضری دیتے رہے تاکہ ان شخصیات کی عظیم اسلامی خدمات پر انہیں خراج عقیدت و ادائے احترام کر سکیں۔

جنت البقیع کے بارے میں ارباب تاریخ نے بہت کچھ لکھا ہے اور اس کی تفصیلات ذکر کی ہیں جن میں سے معروف مورخ ابن بطوطہ اس طرح رقمطراز ہیں۔  
 بقیع، مدینہ منورہ میں مشرقی جانب واقع ہے اس میں داخل ہونے کے لیے جو دروازہ بنایا گیا ہے اسے ”باب بقیع“ کہتے ہیں۔ اس سے قبرستان کے اندر



# مزارات مقدسہ کی آباد بستی جواب ویران ہو گئی



داخل ہوا جاتا ہے، اندر داخل ہوتے ہی بائیں جانب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی محترمہ صفیہ بنت عبدالمطلب کی قبر ہے، اس سے آگے اسی جانب جناب مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے اور اس پر چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے، اس سے آگے چند قدم پر فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک ہے اور اس پر سفید رنگ کا گنبد ہے، اس کے دائیں جانب عبدالرحمن بن عمر کی قبر ہے۔ اس کے مقابل میں عقیل بن ابی طالب علیہ السلام اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے، اس کے سامنے ایک روضہ ہے جس میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت کی قبریں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک روضہ ہے جس میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کی قبر ہے اور حضرت حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے جس پر بہت بلند گنبد ہے جو کہ نہایت مضبوط و عمدہ فن تعمیر کا حامل ہے اور ”باب تفتح“ میں داخل ہوں تو دائیں جانب واقع ہے، اس کے علاوہ جنت البقیع میں مہاجرین و انصار میں سے اکثر حضرات کی قبریں ہیں اور اکثر اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور ہیں کہ جن میں سے اکثر کے نشانات واضح نہیں، ---- (کتاب رحلہ ابن بطوطہ ص ۸۶)

اسی طرح ابن جبیر نے اپنے سفرنامہ میں جنت البقیع میں قبروں کی اس طرح نقشہ کشی کی ہے۔

”تفتح مدینہ منورہ کے مشرقی حصہ میں واقع ہے، اس میں داخل ہونے کے لیے ”باب تفتح“ بنایا گیا ہے، دروازہ سے اندر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے بائیں

جانب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی قبر ہے، اس کے ساتھ سامنے کی طرف امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے جس پر چھوٹا سا گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کے سامنے کی جانب فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے جس پر سفید گنبد بنا ہوا ہے۔ اس کے دائیں جانب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند عبدالرحمن کی قبر ہے جو ابو ثممہ کے نام سے مشہور تھے اور اسے اس کے والد نے حد شرعی جاری کرتے ہوئے کوڑے مارے تھے جس کے سبب وہ سخت بیماری کی حالت میں وفات پا گیا تھا۔ اس کے مقابل عقیل بن ابی طالب علیہ السلام اور عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب علیہ السلام کی قبریں ہیں، ان کے سامنے ایک روضہ ہے جس میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبریں ہیں اس کے ساتھ ہی ایک روضہ میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جناب عباس بن عبدالمطلب کی قبر ہے، اور حضرت حسن بن علی علیہ السلام کی قبر ہے، جس پر بہت بلند گنبد بنا ہوا ہے اور جب ”باب متح“ سے داخل ہوں تو دائیں جانب واقع ہے۔ اس کی ترتیب اس طرح ہے کہ اس الحسن علیہ السلام عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کی جانب بنتا ہے اور ان دونوں کی قبریں سطح زمین سے بہت بلند ہیں جن پر نہایت خوبصورت الواح ہیں جن سے فن تزئین کے کمالات کا مظاہرہ ہوتا ہے اور وہ اپنے مخصوص جمل کے ساتھ منفرد ہیں۔ اسی شکل پر فرزند رسول حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے، اس کے ساتھ ایک گھر کے آثار موجود ہیں جسے حضرت فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کیا جاتا ہے اور وہ ”بیت الحزن“ کے نام

سے مشہور ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس گھر میں وہ معظمہ تشریف لاتی تھیں اور اپنے پدر بزرگوار کے غم میں گریہ و حزن کرتی تھیں۔ بقیع کے آخری حصہ میں خلیفہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے، جس پر چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے اور اس کے نزدیک حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام والدہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر مبارک ہے۔

(سفرنامہ ابن جبیر ص ۱۵۳)

یاد رہے کہ ابن جبیر کے سفرنامہ کے ڈیڑھ صدی بعد ابن بطوطہ نے سفر نامہ لکھا جس میں جنت البقیع کی تفصیلی نقشہ کشی کی۔ جنت البقیع میں بزرگان دین، صحابہ کرام، صالحین، مومنین اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مزارات مقدسہ عرصہ دراز تک زائرین کی عقیدت کا مرکز رہے۔ یہاں تک کہ انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں وہابی مسلک کے پیروکار حکام نے ان مزارات کو منہدم کر دیا اور ان کے نشانات مٹا دیئے۔ جبکہ ان مزارات کی تعمیر و توسیع میں وقفہ وقفہ سے اضافہ ہو چکا تھا۔ مزارات کے انہدام سے اسلام کی مقتدر شخصیات، شہدائے صدر اسلام، اور اموات مومنین کی ہنگ حرمت ہوئی۔



## انہدام جنت البقیع کے نظریاتی عوامل

معتبر تواریخ و روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب و صلح مؤمنین کی قبور کے نشانات قائم کئے اور خود ان قبروں پر جا کر فاتحہ خوانی اور دعا کی، حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل سنت اور اسوہ حسنہ ہے اگر یہ عمل شریعت الہیہ میں ممنوع ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز اسے انجام نہ دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول جس طرح وحی الہی کا ترجمان ہوتا ہے اسی طرح آپ کا عمل بھی خدا کی مرضی و حکم کے مطابق ہوتا ہے بلکہ اگر کسی جگہ کوئی شخص کچھ کر رہا ہے اور آپ اسے دیکھ کر خاموش رہیں اور اس پر اعتراض نہ کریں تو اسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تائید کے طور پر حجت تسلیم کیا جاتا ہے کہ جسے علمی اصطلاح میں ”تقریر“ کہتے ہیں۔ ہمارے زیر نظر موضوع میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی طور پر زیارت قبور کے جواز کا ثبوت فراہم کیا ہے جو کہ نہایت مضبوط راہ اثبات ہے۔

دہائی مسلک کے مطابق انبیاء آئمہ علیم السلام اور صحابہ و اولیاء الہی کی

قبور کی تعظیم ان حضرات کی عبادت و پرستش سے عبارت ہے جو کہ خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے بلکہ وہ کفر اور لادینی ہے۔ اسی لیے وہابی مسلک کے پیروکار قبور کی زیارت و تعظیم کرنے والوں کو قبروں کے پجاری کہتے ہیں؛ اور اس عمل کو زمانہ جاہلیت کی بت پرستی سے تشبیہ دیتے ہیں۔

وہابی حضرات اپنے اعتقادات میں دیگر تمام مسلمان مکاتب فکر کی تکذیب اور ان کے نظریات کی نفی کرتے ہیں کیونکہ دیگر مسلم مذاہب ان اعمال کو شرک و کفر کی بجائے ان کے جواز و مباح ہونے کے قائل ہیں؛

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر شخص کو نظریاتی آزادی حاصل ہے اور وہ جو عقیدہ پسند کرے اس کا اختیار ہے کہ کسی کو اپنے عقیدہ و مسلک کی پیروی کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور اس سے اختلاف کرنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے نہیں لگائے جاسکتے۔

وہابیت کے عقائد کا اجمالی بیان یہ ہے کہ وہ اپنے عقائد کو ”توحید پرستی“ کا نام دیتے ہیں اور انبیاء و ائمہ علیہم السلام اور شہداء و صالحین کی قبور کا احترام گمراہی و ضلالت سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل و شفع اور آپؐ کو اپنی حاجات کے پورا ہونے اور مشکلات کے آسان ہونے کے لیے وسیلہ بنانے کو کفر و شرک قرار دیتے ہیں اور اس پر یہ دلیل قائم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو چکے ہیں اور مردہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

وہابی مسلک کے علاوہ دیگر مسالک اور مکاتب فکر ان کے نظریات سے

اختلاف کرتے ہیں اور وہ قبور کے احرام و تعظیم کو نہایت مستحسن عمل سمجھتے ہیں کیونکہ اس سے بزرگمان دین کی یاد تازہ رہتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ عمل سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے۔

بہر حال وہابی مسلک کے پیروکاروں نے اپنے عقائد کے مطابق عمل کرتے ہوئے جنت البقیع کے مزارات کو منہدم کر دیا اور دیگر مسلمان مکاتب فکر کے عقائد و نظریات کو کوئی اہمیت نہ دی۔

جبکہ اعتقادی رشتہ کی بنیاد پر تمام مکاتب فکر کے پیروکاروں کا مزارات مقدسہ پر برابر کا حق ہے۔ کسی ایک مکتبہ فکر کے اختلافی اصولوں کو اس بات کی بنیاد قرار نہیں دیا جاسکتا کہ دیگر افکار کو نظر انداز ہی نہیں بلکہ ان کی عدم صحت کا پرچار کر کے ان نظریات کے حامل افراد پر پابندی عائد کی جائیں بلکہ ملت اسلامیہ کے تمام افراد کی حیثیت حضرت پیغمبر اسلامؐ کی امت ہونے کے حوالہ سے یکساں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض مسلمہ مکاتب فکر مزارات مقدسہ کی تعمیر و تحفظ کو شعار اللہ کا مصداق سمجھتے ہوئے ان کی تعظیم ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے پاس اپنے نظریہ کی ٹھوس دلیل بھی موجود ہے۔ بیاہ برایں مشترکہ امور کے باب میں تمام اسلامی مذاہب کے اصولوں کا احترام ضروری ہے۔

## درمیانِ حق

۱۳۰۵ھ سے ۱۳۱۷ھ کے درمیان دہلی مسلک کے پیروکاروں نے حجاز پر تسلط قائم کرنے کے لیے متحد جنگیں لڑیں جو کہ پچاس سے زائد تباہی جاتی ہیں، ان جنگوں میں کئی مرتبہ حجاز کے حکمرانوں، اشراف، اور دہلیوں کے درمیان صلح کے معاہدے بھی ہوئے جن پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے جنگ کا سلسلہ جاری رہا، بالآخر ۱۳۱۷ھ کے آخر میں انہوں نے طائف کا کنٹرول سنبھال لیا اور ایک خون ریز حملے سے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لی۔ ۱۳۱۸ھ میں انہوں نے کسی لڑائی کے بغیر مکہ مکرمہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور پھر مزارات مقدسہ کے انہدام و تخریب کا سلسلہ وسیع پیمانہ پر شروع ہو گیا، انہوں نے جہاں بھی گنبد و مینار اور مزار دیکھا، اسے زمین سے یکساں کر دیا۔ یہاں تک کہ زمزم کے کنوئیں پر قائم گنبد کو بھی گرا دیا، تاہم حاکم حجاز کہ جس نے ان سے صلح کے معاہدہ پر دستخط کئے تھے۔ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور اس نے مزارات مقدسہ کی بے حرمتی کو مزید برداشت نہ کیا اور معاہدہ کو توڑ دیا، یہیں سے اس بات کی راہ ہموار ہو گئی کہ دہلیوں نے ایک بار پھر ۱۳۲۰ھ میں دوبارہ مکہ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔



اس کے بعد انہوں نے ۱۳۲۱ھ میں مدینہ منورہ پر تسلط جمایا اور اس وقت ان کی تمام تر توانائیاں جنت البقیع کے انہدام پر صرف ہوئیں۔ انہوں نے اس تاریخی عظیم قبرستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور مزارات و مساجد کو گرا کر ان کے پتھروں کے نشانات بھی ختم کر دیئے



www.ziaraat.com  
jabir.abbas@yahoo.com  
Sabeel-e-Sakina

## دیگر مقامات کا انہدام

مزارات مقدسہ کے انہدام کے ساتھ ساتھ شہدائے احد کی قبور کے نشانات بھی مٹا دیئے گئے، حضرت سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر بنی ہوئی مسجد کو گرایا گیا، بقیع سے باہر جو مسجدیں بنی ہوئی تھیں مثلاً مسجد فاطمہ الزہراء علیہا السلام، مسجد المنارتین، مسجد المائدہ (جس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ مائدہ نازل ہوئی) اور مسجد الشایبا (جس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک کو جو جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے دفن کیا گیا تھا کو بھی منہدم کر دیا گیا۔ مجموعی طور پر مورخین نے ۳۴ مساجد ذکر کی ہیں جو منہدم کی گئیں۔

جنت البقیع کے بلند مزارات کو سطح زمین کے برابر کر دیا گیا اور وہیں کوئی گنبد و مینار باقی نہ رہنے دیا گیا اور اس عظیم تاریخی قبرستان کو ایک ویرانہ بنا دیا گیا اور اس طرح ان مزارات کو منہدم کیا گیا کہ اب ڈھونڈے سے بھی ان کے نشانات نہیں ملتے۔

## حدائقِ نبویہ

۳۳۳ھ میں مصری افواج کے ہاتھوں عبداللہ بن سعود کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور اسے گرفتار کر کے مصر لایا گیا اور پچاسی دے دی گئی، بعض تاریخ نگاروں نے مستند حوالوں سے لکھا ہے کہ وہابیوں کے حجاز پر تسلط قائم کرنے کے نتیجے میں ہزاروں افراد مدینہ و مکہ سے کوچ کر گئے تاکہ اپنے عقائد و نظریات کی وجہ سے کسی مصیبت میں مبتلا نہ کر دیئے جائیں، دنیا بھر کے مقلاتِ مقدسہ کی آزادی اور فریضہ حج کی راہ میں حائل رکھنوں کو دور کرنے کا مطالبہ شدت اختیار کر گیا۔ چنانچہ محمد علی پاشا بھرپور تیاری کر کے حجاز کی طرف بڑھا اور وہیں کے قبائلیوں نے اس کی بھرپور حمایت کی، جس کے نتیجے میں مدینہ کا کنٹرول دوبارہ حاصل کر لیا گیا اور پھر مکہ کا نظام بھی سنبھال لیا گیا، اس طرح وہابیوں کی حکومت اور مقلاتِ مقدسہ پر ان کے تسلط کا خاتمہ ہو گیا۔

وہابیوں کے مقلاتِ مقدسہ کے تسلط سے بے دخل ہونے کے بعد ۱۸۱۸ء میں سلطنتِ عثمانیہ کے تاجدار عبدالعزیز اور پھر اس کے بعد سلطان عبدالحمید اور سلطان محمود کے دور میں مقلاتِ مقدسہ کی تعمیر نو ہوئی، حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا حرم مبارک، جنت البقیع اور احد میں واقع اسلامی یادگاروں کو دوبارہ تعمیر کیا گیا، پھر ۱۸۳۸ء - ۱۸۶۰ء کے درمیان ان مقدس مقلات کی تعمیر کا کام دوبارہ انجام دیا گیا اور انہیں پہلی حالت میں تعمیر کیا گیا، بعض مورخین کے مطابق ان کی تعمیر پہلے سے بھی زیادہ وسیع ہوئی۔

سلطنت عثمانیہ میں مزارات مقدسہ اور مساجد کی تعمیر نو کے عمل میں فن تعمیر کے عظیم شاہکار سامنے آئے اور نہایت خوبصورت، دلکش اور روح پرور انداز تزئین سے ان عظیم یادگاروں، عہدوت گاہوں اور مقدس مزارات کو سجایا گیا۔

## دوسری مرتبہ مقلات مقدسہ کا انہدام

ایک بار پھر حالات نے رخ بدلا اور ۱۷۴۳ء صفر ۱۱۴۳ھ بمطابق ۱۷۴۳ء میں سلطان بن بجلو اور خالد بن لوی کی قیادت میں حجاز پر دھوا بول دیا گیا اس دفعہ طائف کو نشانہ بنایا گیا۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بڑھے اور اس پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اس مرتبہ انہوں نے مکہ کی کسی بھی دینی یادگار کو نہ چھوڑا اور تمام مزارات کو سطح زمین سے یکساں کرتے ہوئے اسی طرح عمل کیا جس طرح طائف میں کر کے آئے تھے۔ طائف میں انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر منہدم کر دی اور جب جدہ پر ان کا تسلط ہو گیا تو انہوں نے وہاں حضرت حوا (ام البشر) کی قبر کو منہدم کیا

مدینہ منورہ میں ان کا دوسری مرتبہ قابض ہونا بھی تاریخ نے دیکھا۔ چنانچہ

وہ دسمبر ۱۹۳۵ء کے آخری عشرے میں مدینہ پر مسلط ہو گئے، اس مرتبہ انہوں نے ضریح ہائے مقدسہ اور حبرک مقامات کے انہدام میں کوئی کسر بقی نہ چھوڑی اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے سوا باقی تمام مزارات کو منہدم کر دیا۔ ممکن ہے کہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدم انہدام عالم اسلام کے ممکنہ رد عمل کے خوف سے ہو، بہر حال قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گنبد کا باقی رہنا وہابی مسلک کے اصولوں کے خلاف ہے۔

کہ مکرمہ میں وہابیوں نے جنت المعلیٰ اور بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جس گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی) اور دیگر قبور مبارکہ کو منہدم کر دیا۔



## ۲۸۔ اندام جنت

۸ شوال ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۱۹۳۵ء عالم اسلام کے لیے یوم سیاہ قرار پایا، جب حکام نے اپنے دینی رہنما عبداللہ بن بلخید کے فتوے کے مطابق جنت البقیع میں مزارات مقدسہ کو منہدم کر دیا، اس دن دنیا بھر میں اس دلخراش واقعہ کی یاد منائی جاتی ہے اور مزارات مقدسہ کی تعمیر نو کا مطالبہ کیا جاتا ہے، احتجاجی مار اور خطوط بھیجے جاتے ہیں، اجتماعات منعقد ہوتے ہیں اور سعودی حکمرانوں کو دوسروں کے موقف اور نقطہ نظر کا احترام کرنے اور اپنے عقائد کسی پر مسلط نہ کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔

جس سال یہ دلخراش سانحہ رونما ہوا تمام مسلمان بالخصوص ہندوستان کے توحید پرستوں نے بھرپور احتجاج کیا، ہاتھ دھو کر سرکاری و غیر سرکاری وفدوں سعودی عرب بھیجے گئے، جلسے اور جلوس کے ذریعے صدائے احتجاج بلند کی گئی، دنیا کے گوشہ گوشہ سے سعودی حکمرانوں کے اس عمل پر اعتراض ہوا اور اس دن کو مسلمانوں کی تاریخ کا سیاہ دن قرار دے کر اسے جنت البقیع کے اندام سے موسوم کر دیا گیا جو کہ اب تک بقی ہے۔

## دوسری اسلامی یادگاروں کا احکام

مکہ مکرمہ میں جنت المصلیٰ اور مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے علاوہ دوسری اسلامی یادگاروں کو بھی ختم کر دیا گیا مثلاً اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکانات و رہائش گاہیں، نبی ہاشم کے گھر، بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت خدیجہ علیہا السلام کا مکان، حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی رہائش گاہ، حضرت حمزہ علیہ السلام کا گھر، سفینہ بنی ساعدہ، ارقم بن ابی ارقم کا گھر، تاریخی مقام جہاں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر میں قیام کیا اور پھر وہیں سے اتر کر میدان کی طرف آئے

اگر ان یادگاروں اور مزارات کے بلند گنبد و مینار کو گرانا ہی مقصود تھا تو کم از کم ان کی جگہ نشانی کے طور پر کچھ رکھ یا لکھ دیا جاتا تاکہ زائرین اور محبت و عقیدت کا اظہار کرنے والوں کو دشواری نہ ہوتی کیونکہ اس طرح کی علامت و نشانی باقی رکھنا تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر پتھروں کے ذریعے نشانی بنائی اور ہر شب وہیں جا کر سلام و دعا فرماتے تھے۔

## بیت الاثرین

جنت البقیع میں حضرت عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر مبارک کے ساتھ ایک گھر تھا جسے حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے منسوب ”بیت الزہراء“ کہا جاتا تھا اسے بھی منہدم کر کے خاک سے یکساں کر دیا گیا یہ گھر وہی ”بیت الاثرین“ ہے جس کا تذکرہ تواریخ میں ملتا ہے۔ اس کا یہی منظر یہ ہے کہ جب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوئی تو حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے پدر بزرگوار کو یاد کر کے بہت زیادہ گریہ کرتی تھیں۔ شب و روز بلا کے غم میں روتی تھیں اور آپ کے رونے کی شدت اس قدر تھی کہ آپ نے اپنے شوہر ثنادر حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہا کہ ان کے لیے کہیں دور ایک جگہ بنا دیں جہاں جا کر وہ جی بھر کر اپنے پدر گرامی قدر کا غم مٹا سکیں اور آپ کی جدائی پر گریہ کر سکیں۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک گھر حضرت عباس بن عبدالمطلب کی قبر کے قریب بنایا جہاں حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا ہر روز جا کر جی بھر کر اپنے والد گرامی کو یاد کر کے گریہ کرتیں۔ یہ گھر ”بیت المحزن“ کے نام سے مشہور ہو گیا، بعض کتب میں یہ درج ہے کہ حضرت پیغمبر



بیت الہزان کے انہدام کے بعد باقی ماندہ آثار

jabir.abbas@yahoo.com

اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہر وقت گریہ کرتی تھیں مدینہ کے لوگوں نے شکایت کی کہ ان کے آرام میں خلل پڑتا ہے لہذا سیدہ دن میں روئیں یا رات میں گریہ کریں تو حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے امیر المومنین علیہ السلام سے کہا کہ ان کے گریہ کرنے کی جگہ کہیں اور بنا دیں تاکہ وہ کسی کے لیے زحمت کا باعث نہ بنیں۔ جس پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بیت الحزن بنا دیا اور مخدومہ کونین وہاں جا کر اپنے عظیم باپ کے غم میں گریہ کرتی تھیں، اگر یہ روایت صحیح ہو تو مدینہ کے لوگوں کی قسوت قلبی کی انتہا ہے کہ ایک بیٹی اپنے باپ پر گریہ کرے تو کسی کے آرام میں خلل پڑے، یہ کیونکر ممکن ہے۔ آخر سیدہ عالم علیہا السلام دختر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی عظمت کی مالک خاتون کتنی اونچی آواز سے گریہ کرتی ہوں گی کہ شہر والوں کا آرام متاثر ہوتا ہوگا، اور بالفرض اگر کسی کا آرام متاثر ہو تو وہی ہو سکتا ہے جو گھر کے اندر رہتا ہے یا نہایت قریبی ہمسایہ، ورنہ اس ممانعت میں دیگر عوامل کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

بیت الاحزان کی تعمیر شاید تاریخ انسانیت کا منفرد اور سب سے پہلا واقعہ ہے اس سے قبل تاریخ میں اس طرح اور اس مقصد کے لیے تعمیر کئے جانے والے کسی گھر کا تذکرہ موجود نہیں جبکہ انبیاء علیہم السلام کے ادوار میں بھی امتوں نے طرح طرح کے مظالم اپنے ہادیوں و پیشواؤں پر ڈھائے، عظیم سے عظیم ہستیاں دنیا سے رخصت ہوئیں مگر کسی دور میں کسی قوم نے ایسے کسی گھر کی تعمیر نہیں کروائی جسے صرف رونے اور حزن و غم سے مخصوص کیا گیا ہو، سوائے اس گھر کے جسے حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی فرمائش و ضرورت پر

تعبیر کروایا کہ جس میں حضرت فاطمہ علیہا السلام اپنے پدر گرامی قدر کی رحلت و جدائی پر جی بھر کر گریہ کرتی تھیں،

گریہ ایک انسانی عمل ہے، فطری تقاضا ہے اور اسلام و دیگر ادیان و مذاہب میں اسے ایک جائز عمل قرار دیا گیا ہے کیونکہ کوئی بھی دین و آئین فطری تقاضوں اور انسانی اقدار کی ممانعت نہیں کرتا بلکہ ان کی تائید کرتا ہے، اور جب کسی شخصیت سے محبت ہو تو اس کی جدائی کا غم دل و دماغ پر چھا جاتا ہے۔ جس قدر محبت کا رشتہ وسیع و قوی ہوتا ہے اس کے مطابق غم و حزن بھی زیادہ ہوتا ہے اور جب محبت کا حوالہ روحانی تعلق کی بناء پر ہو تو اس میں جدائی کا تصور ہی ناقابل یقین ہوتا ہے اس سے بڑھ کر جب محبت کا روحانی رشتہ مشن و ہدف اور مقصد سے ملتا ہو تو جذبات و احساسات کی کوئی حد ہی مقرر و متعین نہیں ہو سکتی، ان تمام حوالوں کا مجموعہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے غم و حزن کی غیر معمولی کیفیت میں پایا جاتا ہے۔ بیٹی ہونے کے ناطے نسبی رشتہ باپ کی جدائی کو ناقابل برداشت بنا دیتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اس حوالہ سے جب اپنے عظیم و شفیق باپ کو یاد کرتیں تو آپ کے غم و حزن کی شدت بڑھ جاتی اور آپ زار و قطار روتیں تھیں، شریک مشن و مقصد ہونے کے حوالہ سے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سرور انبیاء ختمی مرتبت محسن انسانیت پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کا تصور دل میں لائیں تو آپ غم سے نڈھال ہو جاتی تھیں اور جب اپنے عظیم نبیؐ کی الوادگی گمزیوں کو خاطر میں لائیں تو کاتپ اٹھتی تھیں اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی چہرے کا آخری دیدار یاد آتا تو آنسوؤں کا سیلاب امنڈ آتا اور سیدہ

علیہا السلام دعائیں مار مار کر گریہ کرتیں، اسی طرح جب آپ کو وہ وقت یاد آتا جب ملک الموت نے دروازہ پر دستک دی اور قبض روح کی اجازت مانگی تو آپ نے حضرت رسول خدا مص سے عرض کی بلکہ ابھی تو آپ زندہ ہیں آپ کی زندگی ہی میں ہمارے دروازہ پر اس طرح اندر آنے کے لیے کوشش ہو رہی ہے تو حضرت پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ بیٹی یہ تیرے گھر کی عزت ہے کہ یہاں ملک الموت فرشتہ بھی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوتا۔ یہ تو جب کہیں جاتا ہے اجازت کے بغیر اندر داخل ہو جاتا ہے۔ یہ قبض روح پر موکل و مامور ہے۔ اسے اجازت دے دیں اس وقت کو یاد کر کے سیدہ کونین علیہا السلام مصروف گریہ ہو جاتی تھیں۔ اسی طرح دیگر وہ مصائب جو بی بیؑ پر آئے ان سب کو یاد کر کے سیدہ گریہ کرتیں۔

حزن و غم کی شدت و کثرت سے صورت حل یہ ہو گئی کہ دختر رسولؐ شب و روز رو رو کر گزارنے لگیں، ظاہر ہے جو بی بی ختی مرتبتؑ جیسی عظیم و جلیل القدر شخصیت کی شفقت و محبت اور احترام سے بہرہ ور ہو چکی ہوں وہ مصائب کے طوفانوں میں گھر جانے کے بعد اپنی قلبی کیفیت کی تسکین گریہ ہی کے ذریعے کر سکتی تھیں۔ اسی لیے جو گھر سیدہ طاہرہ علیہا السلام کے رونے کے لیے تعمیر کیا گیا، وہ ”بیت الاحزان“ سے موسوم ہوا۔ عربی میں ”حزن“ کی جمع ”احزان“ ہے جس کے معنی ہیں ”کئی غم“ گویا سیدہ عالم علیہا السلام حضرت پیغمبر اسلامؐ کی رحلت کے بعد غموں کی کثرت کا شکار ہوئیں چنانچہ بعض روایات میں مذکور ہے کہ آپ نے اپنے عظیم المرتبت والد سے مخاطب ہو کر بحالت گریہ یہ الفاظ ادا کئے۔

”بہا جان آپ کے جانے کے بعد مجھ پر اس قدر مصیبتیں آپڑیں کہ اگر وہ

مصیبتیں دنوں پر آئیں تو وہ راتوں میں بدل جاتے

سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے دکھوں، غموں، اور مصیبتوں کو یاد کر کے گریہ فرماتی تھیں لہذا آپ نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمائش کی کہ ان کے لیے ایک ایسی جگہ مخصوص کر دیں جہاں کسی کو ان کے گریہ کرنے سے زحمت نہ ہو عام طور پر بیت الاحزان کی تعمیر کی وجہ یہی بیان کی جاتی ہے اور علماء و مورخین نے بالعموم اسی سے اتفاق کیا ہے، تاہم اس سلسلے میں جو بات میری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ کہ اس گھر (بیت الاحزان) کی تعمیر کا پس منظر ممکن ہے اس سے بھی وسیع ہو کیونکہ جب پس منظر اور پیش منظر دونوں کو یکجا کر کے اس موضوع پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے اس عمل سے ”عزا خانہ“ کی عملی بنیاد ڈال رہی تھیں تاکہ رہتی دنیا تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت اطہار و مظلومین عالم علیم السلام کا غم منانے کے لیے ایک ایسی مخصوص جگہ ہونی چاہیے جہاں جی بھر کر گریہ کیا جاسکے اور انسانی فطری تقاضے کی تکمیل ہو سکے۔ لہذا ”بیت الاحزان“ کو اسلامی تاریخ میں سب سے پہلا عزا خانہ کہا جاسکتا ہے اور اس عزا خانہ کی بانی حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام ہیں تو اس مقصد کے تحت جو مقام تعمیر کیا جائے وہ سیدہ سلام اللہ علیہا کی سنت کھلائے گا اور سیدہ کا عمل اسوہ ہے کہ جس کی تقلید فطری تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ ساتھ بی بی کی سیرت کی عملی پیروی کھلائے گی۔ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی بابت حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا ارشاد ہے وفی ابنتہ رسول اللہ لی اسوۃ دختر رسول خدا کی ذات و حیات میں میرے لیے اسوہ و نمونہ عمل ہے، (بحار الانوار ج ۵۳ باب ۳۱ حدیث ۹) حضرت

فاطمہ زہراء کے عمل کے لازم الاتباع ہونے پر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے "لقد كانت مفروضة الطاعته على جميع من خلق الله من الجن والانس والوحش (آپ خدا کی تمام مخلوق جنوں، انسانوں پرند و چرند سب کے لیے لازم الطاعت تھیں آپ کی پیروی سب پر فرض ہے) ملاحظہ ہو کتب من فقہ الزہراء السید الشیرازی ج ۱ حوالہ دلائل الامامہ طبری ص ۲۸)

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کا عمل انسانی اقدار کا محافظ ہے۔ فطری تقاضوں کی تکمیل کا ذریعہ ہے اور تاریخ کے حقائق کی یادگار ہے، "بیت الاحزان" کی تعمیر کا مقصد شاید یہ بھی ہو کہ اس سے نسل در نسل ان حوادث کا ذکر بقی رہے جو حضرت پیغمبر اسلام ﷺ کی المناک رحلت کے بعد رونما ہوئے اور حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام ان دکھوں اور غموں (احزان) کو یاد کر کے شب و روز گریہ کرتی رہتی تھیں۔

ہم یہاں "بیت الاحزان" کے حوالہ سے اسی مختصر بیان پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اس کتب میں ہمارا مقصد صرف تاریخی پہلوؤں کا تذکرہ ہے، البتہ اس سلسلے میں تفصیلی بحث کا دائرہ بہت وسیع ہے۔



## جنت البقیع کا احاطہ

تاریخ کے معتبر حوالوں سے جنت البقیع کے احاطہ اور وسعت کا تعین نہیں ہو سکا کیونکہ ابتداء میں یہاں درخت، سبزہ اور جھاڑیاں تھیں اور دیگر ادیان کے پیرو کاروں کی متفرق قبریں تھیں۔ جب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جلیل القدر صحابی جناب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کا حکم دیا تو فرمایا کہ بقیع کے علاقہ میں غرقد کے درختوں کو کاٹ کر قبر بنائی جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل کیا گیا اور جناب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں دفن کیا گیا تو یہ مدینہ والوں کا قبرستان مشہور ہوا۔ اس کے بعد قبرستان میں دیگر صالح مسلمین و صحابہ کرام کی تدفین اور شہداء احد و ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلقین و اقارب کی قبریں بنی گئیں جن کی وجہ سے جنت البقیع کے احاطہ میں وسعت آتی گئی۔

رفتہ رفتہ قبرستان کا احاطہ بڑھ گیا اور پھر اس کی حدود مغربی جانب سے مشرقی جانب تک طولانی وسعت اختیار کر گئیں جبکہ جنوبی سمت اور شمالی سمت میں

معمول اضافہ ہوا، بعض تواریخ کے مطابق جناب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک بقیع کی مشرقی دیوار کے قریب واقع ہے جس کا فاصلہ مغربی جانب مرکزی دروازہ سے کلنی زیادہ بنتا ہے۔ ابتداء میں جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغربی جانب سے تشریف لاتے تو آپؐ کو کلنی دور تک پیدل چلنا پڑتا تھا کیونکہ آپؐ کی رہائش گاہ بقیع کے مغربی سمت میں مرکزی دروازہ سے بھی دور فاصلہ پر تھی۔ اس لحاظ سے جنت البقیع کا احاطہ کلنی وسیع معلوم ہوتا ہے۔





## قبور کی ترتیب

جنت البقیع میں قبور مبارکہ کی ترتیب کے بارے میں زیادہ اختلاف نہیں تاہم بعض قبور کا یقینی تعین ان پر قائم نشانات کے مٹ جانے یا پتھروں کے اٹھانے جانے سے قدرے مشکل ہو گیا ہے۔ البتہ اجمالی طور پر ان کی سمت اور احاطہ کی نشاندہی درست ہوئی ہے، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سابقہ زمانہ میں قبروں پر نشانی کے طور پر جو پتھر رکھے جاتے تھے ان کی پہچان دو طرح سے ہوتی تھی یا تو پتھروں کے ترتیب کے ساتھ رکھے جانے سے یا پتھروں کی نوعیت بحیثیت رنگ، حجم اور دیگر خصوصیات سے، اور اس کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں پتھروں پر نام بھی لکھ دیئے جاتے تھے۔ بعض حوالوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پتھروں کے ساتھ ساتھ کپڑے کی چادر سے قبر کا غلاف بنا دیا جاتا تھا تاکہ نشانی کے طور پر اس سے کام لیا جاسکے، بہر حال قبروں کی نشاندہی کے طریقے سابقہ ادوار میں بھی رائج تھے بلکہ قبل از اسلام بھی قبور کی نشانیاں قائم کی جاتی تھیں۔ بعض قبائل اپنی مخصوص نشانیاں قائم کرتے تھے اور اس کے ارد گرد درخت لگا دیتے تھے۔

## شہداء احد کے بارے میں

جنگ احد میں شہید ہونے والے مجاہدین اسلام کی قبور مبارکہ کے بارے میں عام شرت یہی ہے کہ وہ جنت البقیع میں ہیں کیونکہ ان شہداء کے وارث انہیں وہاں سے مدینہ منورہ لے آئے اور یہاں دفن کیا

بعض ارباب نظر نے لکھا ہے کہ احد کے شہداء کے جنازے ان کے متعلقہ قبیلوں نے اونٹوں پر رکھ کر مدینہ منورہ لانے کا اقدام کیا تو ان کی سواریاں مدینہ کی طرف جاتے ہوئے رک جاتی تھیں جبکہ میدان جنگ کی طرف رخ کرتے ہوئے تیزی سے چلنے لگتی تھیں چنانچہ انہوں نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کی اطلاع دیتے ہوئے ہدایت جاری کرنے کی درخواست کی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا حکم ہے ان شہیدوں کو ان کی قتل گاہوں میں رہنے دو چنانچہ سب نے آپ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے سواریاں روک دیں اور شہیدوں کو وہاں دفن کر دیا گیا۔

بعض مورخین کا یہ کہنا بے معنی ہے کہ شہداء احد کو جب میدان ہی میں دفن کرنے کا فیصلہ ہوا تو ایک قبر میں دو مردوں کو دفن کیا گیا۔ سوائے حضرت سید



قبر مبارک شہدائے احد

اشداء حمزہ بن عبدالمطلب علیہ السلام عم الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ انہیں ایک قبر میں اکیلا دفن کیا گیا' یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی کیونکہ احد کا میدان وسیع تھا اور اس میدان میں جنگ ہو چکی تھی۔ گویا اس قدر وسعت تھی کہ وہاں کارزار واقع ہو تو قبریں بنانے کے لیے جگہ اس قدر تنگ کس طرح ہو گئی کہ دو مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت حمزہ علیہ السلام کا مقام و مرتبہ بلند سہی مگر اسلامی حوالہ سے بحیثیت مردہ ہونے کے ان پر وہی احکام لاگو ہوتے ہیں جو دوسروں کے لیے ہیں۔ دیگر مجاہدین اسلام کی حرمت کم نہ تھی جبکہ دو مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنے سے وہ احترام باقی نہیں رہتا جو اسلام نے میت کے لیے قائم کیا ہے' تیسری بات یہ ہے کہ ایسا کرنا عموماً مجبوری یا دشمن کے خوف سے کیا جاتا ہے جبکہ جنگ احد کے شہیدوں کی تدفین کے لیے ایسی کوئی بات یا حالات نہ تھے، لہذا میری نظر میں میدان میں قبروں اور بقیع میں قبروں کی بابت تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں نظریے درست ہو سکتے ہیں یعنی شہیدوں کی قبریں..... البتہ ہر ایک کے لیے الگ قبر۔۔۔ قتل گاہ میں ہوں جیسا کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے شداء کو وہاں دفن کر دیا اور جو حضرات زخمی ہو گئے تھے انہیں مدینہ منورہ لایا گیا اور ان میں سے جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے درجہ شہادت پر فائز ہو گئے ان کے جنازے بقیع میں دفن کر دیئے گئے۔ چنانچہ اس کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بقیع کے احاطہ میں جب شداء احد کی قبر کی نشاندہی کی جاتی ہے تو وہاں یہ الفاظ درج ہوتے

ہیں: احد کے زخمیوں اور شہداء کی قبور، تو اس سے ہمارے خیال کی صحت کا ثبوت ملتا ہے اور جنت البقیع میں شہداء احد کی قبروں کے بارے میں جو اختلاف مورخین میں پایا جاتا ہے اس کا مناسب حل بھی سامنے آ جاتا ہے۔

افسوس ہے کہ دیگر مسائل کی طرح تاریخی واقعات میں بھی اس قدر پیچیدگی پیدا کر دی گئی ہیں کہ کسی واقعہ کے تمام پہلو واضح طور پر تسلیم کرنے کے لیے محققین کو نہایت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یاد رہے کہ احد ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے ایک فرسخ سے بھی کم فاصلہ پر واقع ہے کہ جسے تاریخ میں ”ذو عینین“ بھی کہا جاتا ہے اور اسے ”احد“ کہنے کی وجہ دراصل اس کا دیگر پہاڑوں سے منفرد ہونا اور مستقل و علیحدہ قائم ہونا ہے۔ اس پہاڑ کی خصوصیت کا اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے بارے میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے جب اس پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا کہ ”احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے“ (احد جبل یحبنا و نحبہ) اسلام کی تاریخ میں جنگ احد کی بہت اہمیت ہے اور اس میں شہید ہونے والے عظیم المرتبت مجاہدین اسلام نے مشرکین پر فتح پائی اور اسلام کا پرچم سر بلند ہوا، اس جنگ میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور آپ کے چہرہ مبارک پر شدید زخم آئے، آپ کے دندان مبارک کو دفن کر دیا گیا اور اس دلخراش واقعہ کی یاد میں اس مقام پر مسجد بنا دی گئی تاکہ ہمیشہ کے لیے اس کے عوائل اور اس واقعہ کے پس منظر و اہداف کا تذکرہ باقی رہے۔ اس مسجد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان

مبارک کے نام سے موسوم کر کے مسجد الشایا کہا جانے لگا کہ جسے دیگر مقلات مقدسہ کی طرح منہدم کر دیا گیا ہے، تاریخی حوالوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جنگ احد میں ابو سفیان نے اپنی اسلام دشمنی کی انتہاء کر دی۔ اس نے تین یا بتو لے چار ہزار کاشفکر تیار کیا جبکہ مسلمانوں کا لشکر نو سو یا ایک ہزار مجاہدین پر مشتمل تھا مگر خداوند عالم نے مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح عطا فرمائی۔ اس جنگ میں ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے حضرت حمزہ علیہ السلام سید الشہداء کا جگر نکال کر چیلایا اور لاش کی بے حرمتی کی، حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام کی تدفین کے بعد ان کی قبر بھائی اور زائرین سے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کے لیے آئے اور میرے چچا کی زیارت نہ کرے (ان کی قبر پر حاضری نہ دے) اس نے مجھ پر ظلم کیا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کی تعمیر کو کس قدر اہمیت دیتے تھے تاکہ بزرگوں کی یاد قائم رہے اور ان کی محبت و عقیدت کا چراغ دلوں میں ہمیشہ روشن رہے۔ چنانچہ مستند تواریخ میں مذکور ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء سیدہ نساء العالمین حضرت حمزہ علیہ السلام کی قبر پر تشریف لا کر ان کی عظیم شہادت پر خراج عقیدت پیش کرتیں اور دعا و ذکر کرتی تھیں۔ اور دیگر مسلمان بھی حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں اور رحلت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے حضرت حمزہ علیہ السلام کی قبر پر حاضری دیتے تھے جس سے قبور کی اہمیت و اقدار کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

قور شہدائے احد (اندام سے قبل یہاں گنبد اور ضريح تھی)

jabir.abbas@yahoo.com

## قبور کی ترتیب کا عمومی جائزہ

جنت البقیع میں قبور کی ترتیب ان کے انہدام سے قبل نہایت واضح و نمایاں تھی مگر انہدام کے بعد ان کا تعین مشکل ہو گیا ہے اور باقی ماندہ پتھروں کے ذریعے اجمالی طور پر احاطہ کی نشاندہی کے سوا کچھ بھی ممکن نہیں رہا، جس سے ایک مورخ و محقق کے لیے کسی سلسلے میں یقینی اظہار خیال کرنا دشوار ہے، البتہ جو کچھ بھی کہایا لکھا جاتا ہے وہاں سابقہ حوالوں، بعض تصاویر یا محققین کے اظہارات پر مبنی ہے بنا برائیں تخمینہ طور پر قبور کی ترتیب کا جو تذکرہ ممکن ہے اس سے دیگر قرائن کے ساتھ کسی حد تک صورت حال کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

قبور کی ترتیب کے جو عام نقشے ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں بھی تفصیل کی بعض خامیوں نے مشکلات پیدا کر دی ہیں اور یہ نقشے مختلف ادوار میں جنت البقیع کی اندرونی و بیرونی ترتیب کی نشاندہی کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض نقشے تصویری ہیں اور بعض خطی، ان میں سے کچھ انہدام سے قبل کے ہیں اور کچھ انہدام کے بعد کے، کچھ ایسے ہیں جن میں بقیع کی حدود کا تعین دیواروں اور مرکزی دروازے کے ذریعے کروایا گیا ہے اور کچھ میں ان کے سابقہ احاطہ کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اس کی توسیع کے بعد کے احاطہ کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے، بعض نقشوں میں قبور کے



نشانات کے واضح اشارے دیئے گئے ہیں جبکہ بعض میں ان کے اجمالی تعین پر اکتفا کیا گیا ہے اور بعض جدید نقشے جو اس وقت موجودہ صورت حال کی نشاندہی کرتے ہیں ان میں بھی ہر قبر کے احاطہ کا مکمل تعین اس لیے نہیں ہو سکا کہ اس میں ہر سال تبدیلیاں آجاتی ہیں۔

بہر حال مجموعی طور پر ان قبور کی ترتیب اس طرح ہے کہ اس کا مرکزی دروازہ جو کہ مغربی سمت میں ہے اس سے بقیع کے اندر داخل ہوتے ہوئے چند قدم چل کر آئیں تو دائیں جانب ایک نسبتاً وسیع احاطہ ہے جہاں انہدام سے قبل گنبد و مینار پر مشتمل روضہ مبارکہ تھا جس میں چار آئمہ اہل بیت عظیم السلام کی قبور مطہرہ تھیں۔ اور اب وہاں بکھرے ہوئے شکستہ پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ (آئمہ اہل بیت عظیم السلام) حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام امام دوم۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام امام چہارم۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام امام پنجم۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام امام ششم۔

ان قبور مبارکہ کے قریب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کرنے والی عظیم خاتون، حضرت ابو طالب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کی قبر مبارکہ ہے یہ وہ عظیم بی بی ہیں جن کی قبر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوائی اور ان کی تدفین سے قبل خود اس قبر میں لیٹے اور پھر اکثر وہاں جا کر اپنی محسنہ خاتون کے لیے دعا کرتے تھے کیونکہ جب کفار و مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عرصہ حیات تک کر دیا اور آپ کو قتل

کرنے کے درپے ہو گئے تو حضرت ابو طالب علیہ السلام اور حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام ہی تھیں جنہوں نے آپؐ کی حفاظت کی اور آپؐ کو مشرکین سے بچائے رکھا، اور یہی وہ خاتون تھیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت کی ذمہ داری حضرت ابو طالب علیہ السلام کے سپرد ہوئی تو حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہداری و تربیت میں حضرت ابو طالب علیہ السلام کا ہاتھ بٹایا۔

حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر مبارک آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مزارات مقدسہ سے قریب دیوار کی جانب ہے۔

بعض مورخین نے اس قبر کو حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی قبر مبارک قرار دیا ہے اور اس پر استدلال یہ کیا ہے کہ اس پر موجود پتھر لکھا ہوا پایا گیا تھا کہ ہذا قبر فاطمہ (یہ فاطمہؑ کی قبر ہے) مگر یہ استدلال اس لیے قرین صحت نہیں کہ حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کا جنازہ تاریکی شب میں اٹھایا جائے اور ان کی قبر کی نشاندہی نہ کی جائے۔ اور نہ ہی کسی کو نماز جنازہ کی اطلاع دی جائے۔۔۔۔۔ چنانچہ آپؐ کی وصیت کے مطابق حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے آپؐ کی قبر کو مخفی رکھا لہذا اس پر نام لکھا ہونا صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا، دوسری بات یہ ہے کہ بعض حضرات نے اس جگہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی قبر کا تعین شاید اس لیے کیا ہے کہ اس طرح حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کو متبع سے باہر ثابت کیا جاسکے جیسا کہ بعض نقوشوں میں حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کی نشاندہی جنت البقیع کی حدود سے باہر کردہائی گئی ہے، فاطمہ بنت اسد

علیہ السلام کی قبر مبارک آئمہ اور اہل بیت علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کے قریب دیوار کی جانب واقع ہے اور اس کے بارے میں مورخین نے قیاس آرائیاں کی ہیں جن میں سے بعض حضرات کا خیال ہے کہ آپ کی قبر حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک اور منبر نبوی کے درمیان ”دو ضلعتہ من ریاض الجنۃ“ میں ہے، بعض حضرات قائل ہیں کہ آپ اپنے گہری میں مدفون ہیں جبکہ بعض اہل نظر نے آپ کی قبر جنت البقیع میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، (حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام ۴۳ سال تک حضرت ابوطالب علیہ السلام کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت و پرورش و حفاظت میں حصہ دار رہیں)

آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی قبور مبارکہ سے متصل احاطہ میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر ہے اس کا محل وقوع حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سر کی جانب ہے، بعض مورخین نے اسے حضرت امام حسن علیہ السلام کے سر کی جانب قرار دیا ہے کہ اس بناء پر حضرت عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر سے قریب تر واقع ہوگی۔

● حضرت عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر اور بقیع کے مرکزی دروازہ مغربی دیوار تک درمیان میں کوئی دوسری قبر نہیں۔

● مرکزی دروازہ سے داخل ہونے کے بعد چند قدم چل کر بائیں جانب جائیں تو حضرت فاطمہ ام البنین والدہ حضرت عباس بن علی علیہ السلام کی

قبر مبارک ہے۔ یہ قبر بقیع میں داخل ہونے کے بعد بائیں جانب واقع ہونے والی پہلی قبر ہے اس سے پہلے اور راستہ کے درمیان دوسری کوئی قبر نہیں، اور مغربی دیوار اور اس قبر کے درمیان بھی کوئی قبر نہیں۔

حضرت فاطمہ ام البنین علیہا السلام کی قبر سے متصل دو قبریں ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی محترمہ حضرت عائشہ بنت عبدالمطلب علیہا السلام کی قبر ہے اور دوسری حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب علیہا السلام کی قبر ہے، حضرت صفیہ کی قبر اور بقیع کی شمالی دیوار کے درمیان کوئی دوسری قبر نہیں، اسی طرح ان دو قبروں اور مغربی دیوار کے درمیان میں کوئی دوسری قبر نہیں۔

مرکزی راستہ سے سیدھا چلتے آئیں تو سب سے پہلے تین قبریں ہیں جو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پروردہ بیٹیوں، زینب، ام کلثوم، اور رقیہ کی ہیں، ان کا محل وقوع اس طرح ہے کہ ان کے دائیں جانب آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مزارات اور آگے کی جانب ازدواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور ہیں۔

ازدواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور ایک ہی احاطہ میں واقع ہیں۔ ان میں یہ خواتین شامل ہیں۔ حضرت جویریہ، حضرت سودہ، حضرت میمونہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت ام سلمہ، حضرت صفیہ، حضرت زینب اور حضرت عائشہ بعض مورخین کا خیال ہے کہ اصہمت المومنین کی قبروں کے قریب حضرت عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر ہے، بظاہر اس سے مراد یہی ہے کہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام اور عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبور اور اصہمت المومنین کی قبور کے درمیان

زیادہ فاصلہ نہیں۔

اہمات المؤمنین کی قبروں سے متصل بائیں جانب حضرت عقیل بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے اور اس کے ساتھ جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی قبر ہے۔ گویا مرکزی راستہ سے سیدھا آتے ہوئے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور سے گزرتے ہوئے چند قدم آگے آئیں تو بائیں جانب حضرت عقیل و حضرت عبداللہ کی قبریں ہیں۔

حضرت عقیل و حضرت عبداللہ کی قبروں سے گزرتے ہوئے معمولی جھکاؤ سے بائیں طرف کو سیدھا چلیں تو شیخ القراء جناب ثلثہ اور جناب مالک بن انسؒ کی قبریں ہیں۔ ان دو قبروں کے ساتھ شمالی جانب دیوار کی طرف دروازہ کو بند کر دیا گیا ہے، ان دو قبروں اور شمالی دیوار کے درمیان کوئی قبر نہیں۔

جناب ثلثہ کی قبر سے اسی سمت کو آگے کی طرف مشرق کی جانب جائیں تو ایک دروازہ شمالی دیوار کی جانب تھا جسے بند کر دیا گیا ہے اس کے روبرو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جناب ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقربین میں سے سب سے پہلے فرد ہیں جو جنت البقیع میں دفن ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قبر پر پتھروں کے نشان رکھوائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل سے تعمیر قبر کے سنت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ قبر مرکزی راستہ سے دائیں سمت میں ہے۔

حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر جو مرکزی

راستہ سے دائیں جانب ہے اس سے گزرتے ہوئے مرکزی راستہ کے بائیں جانب تھوڑے فاصلے پر جائیں تو وہاں شہداء احد کی قبور ہیں جن کے بارے میں میں نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت گزشتہ مطالب میں کر دی ہے کہ یہ ان شہداء کی قبریں ہیں جو جنگ احد میں زخمی ہوئے اور انہیں مدینہ منورہ میں لایا گیا اور وہ جانبر نہ ہو سکے اور شہید ہو گئے، انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا جبکہ دیگر شہداء کہ جن میں مہاجرین میں سے حضرت حمزہ علیہ السلام، جناب مصعب بن عمیرؓ، جناب عثمان بن شمسؓ، جناب عبداللہ بن جحشؓ اور دیگر انصار شامل ہیں۔

● شہداء احد رضوان اللہ تعالیٰ علیم کی قبور مبارکہ سے گزرتے ہوئے اسی جانب آگے بڑھیں تو حضرت اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کی قبر ہے۔ یہ قبر اور شہداء احد کی قبروں کے علاوہ شمالی دیوار کی جانب کوئی دوسری قبر نمایاں نہیں۔

● جنت البقیع کے اندرونی احاطہ میں شہداء احد کی قبروں سے گزرتے ہوئے اسی سمت کو آگے چلیں تو آخری قبر حضرت حلیمہ سعدیہ کی ہے۔ یہ وہ خاتون ہیں جو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں ہونے کا شرف رکھتی ہیں، ان کی قبر تک جنت البقیع کی حدود اسی سمت سے ختم ہو جاتی ہیں چنانچہ توسیع سے قبل کی تمام تصاویر اور نقشے یہاں تک بقیع کی آخری حد ثابت کرتے ہیں۔ یہ قبر مرکزی راستہ سے متصل واقع ہے اور اس کے بعد شمالی دیوار تک کوئی قبر نہیں۔

● جنت البقیع کی سابقہ حدود اور توسیع سے قبل کی آخری قبر اور بقیع میں بننے والی سب سے پہلی قبر جو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو مزار

نے اس

رچھڑا،

نام سے

ارائے

کے کچھ

د گنبد

شکستہ

رفتہ چ

کہ اس

محلے پر

اور تاریخی مقامات کے ارد گرد مخصوص انداز سے شخص اور قبور کے تعین کے لیے حد بندی کی گئی ہے، ایسا لگتا ہے جیسے یہاں کبھی نہ تو کوئی مزار تھا نہ گنبد و مینار، اور نہ ہی حرم و روضہ کی کوئی صورت باقی ہے بلکہ تمام مزارات کو سطح زمین سے برابر کر دیا گیا ہے، جوں ہی وقت گزرتا جاتا ہے وہاں قبور پر پڑے ہوئے پتھر ادھر سے ادھر ہو رہے ہیں اور ہر سال ان میں کچھ نہ کچھ فرق دکھائی دیتا ہے، اگر یہی صورت حال باقی رہی تو ایک وقت آئے گا جب موجودہ صورت حال بھی تبدیل ہو جائے گی اور جو معمولی نشانہ ہی کے اسباب موجود ہیں وہ باقی نہ رہیں گے،



## مزارات کی تعمیر نو کا مطالبہ

جنت البقیع کے مزارات کے انہدام کا واقعہ دنیا بھر کے گوشہ گوشہ میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے نہایت دلخراش اور افسوس ناک تھا، ۸ شوال ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۱۹۷۵ء کو جب یہ واقعہ رونما ہوا تو پوری دنیا کے مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کی اور مزارات مقدسہ کی تعمیر نو کا مطالبہ کیا، جیسے منعقد ہوئے، جلوس نکالے گئے، کانفرنسیں ہوئیں، سعودی حکمرانوں کو تار، خیلوط، وفود اور دیگر ذرائع سے اس واقعہ کی ہایت مسلمان عالم کے احتجاج اور ان کے مطالبہ تعمیر نو سے آگاہ کیا گیا، اس سلسلے میں باقاعدہ طور پر کئی ادارے اور انجمنیں قائم ہوئیں جن کی طرف سے جنت البقیع کی تعمیر نو کے لیے وسیع پیمانے پر اقدامات کئے گئے، حکومتی سطح پر بھی کئی ممالک کی طرف سے سعودی حکومت سے رابطے ہوئے مگر نہ اس وقت اور نہ ابھی تک اس سلسلے میں کوئی شنوائی ہوئی بلکہ عالمی سطح پر ہونے والی کوششیں بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکیں اور ہمیشہ ایک ہی جواب سننے میں آیا کہ یہ سب کچھ شرک ہے اور اس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔



## تاریخی نقطہ نظر سے

تاریخ بشریت کے دامن میں حوادث زمانہ اور گردش لیل و نهار کی کثیر داستانیں بھری ہوئی ہیں، قوموں کے عروج و زوال کے قصے اور ادیان و مذاہب کے تنازعات و دیگر بہت کچھ تاریخ کے خزانے میں محفوظ ہیں، سلاطین کی رسد کشیاں اور حکومتوں کی ایک دوسرے پر برتری و غلبہ کی کوششوں کا تذکرہ بھی تاریخ کا اہم حصہ ہے۔

مسیحی جنگیں اور عرب و عجم کی لڑائیاں اور پھر عجمیوں اور عربوں کے آپس کے جھڑپے و فیوسب کچھ تاریخ کی وہ تلخ حقیقتیں ہیں جن کا مطالعہ کر کے عصر حاضر کے مورخ کے روئے کھڑے ہو جاتے ہیں، قتل و غارت، انسانیت کشی اور قویٰ نصیبت کے محسوس آثار نے انسانی دنیا کا نقشہ بدل دیا تھا۔ یہی تک کہ ان خون ریز واقعات اور دہشت گردی و سفاکی کی وجہ سے علمی ترقی و پیش رفت اس قدر ماند پڑی تھی کہ اس دور کو جاہلیت کا دور کہا جانے لگا۔

جہالت یا جاہلیت کے اس دور میں بھی اقوام عالم اپنے بزرگوں اور مقتدر شخصیات کی یادگاروں اور مراقد کو احرام کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اور ان کی تعمیر

راستہ سے دائیں جانب ہے اس سے گزرتے ہوئے مرکزی راستہ کے بائیں جانب تھوڑے فاصلے پر جائیں تو وہاں شہداء احد کی قبور ہیں جن کے بارے میں میں نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت گزشتہ مطالب میں کر دی ہے کہ یہ ان شہداء کی قبریں ہیں جو جنگ احد میں زخمی ہوئے اور انہیں مدینہ منورہ میں لایا گیا اور وہ جانبر نہ ہو سکے اور شہید ہو گئے، انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا جبکہ دیگر شہداء کہ جن میں مہاجرین میں سے حضرت حمزہ علیہ السلام، جناب مععب بن عمیرؓ، جناب عثمان بن شمسؓ، جناب عبداللہ بن جحشؓ اور دیگر انصار شامل ہیں۔

● شہداء احد رضوان اللہ تعالیٰ علیم کی قبور مبارکہ سے گزرتے ہوئے اسی جانب آگے بڑھیں تو حضرت اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کی قبر ہے۔ یہ قبر اور شہداء احد کی قبروں کے علاوہ شمالی دیوار کی جانب کوئی دوسری قبر نمایاں نہیں۔

● جنت البقیع کے اندرونی احاطہ میں شہداء احد کی قبروں سے گزرتے ہوئے اسی سمت کو آگے چلیں تو آخری قبر حضرت حلیمہ سعدیہ کی ہے۔ یہ وہ خاتون ہیں جو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں ہونے کا شرف رکھتی ہیں، ان کی قبر تک جنت البقیع کی حدود اسی سمت سے ختم ہو جاتی ہیں چنانچہ توسیع سے قبل کی تمام تصاویر اور نقشے یہاں تک بقیع کی آخری حد ثابت کرتے ہیں۔ یہ قبر مرکزی راستہ سے متصل واقع ہے اور اس کے بعد شمالی دیوار تک کوئی قبر نہیں۔

● جنت البقیع کی سابقہ حدود اور توسیع سے قبل کی آخری قبر اور بقیع میں بننے والی سب سے پہلی قبر جو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور تاریخی مقامات کے ارد گرد مخصوص انداز سے تشخص اور قبور کے تعین کے لیے حد بندی کی گئی ہے، ایسا لگتا ہے جیسے یہاں کبھی نہ تو کوئی مزار تھا نہ گنبد و چنار، اور نہ ہی حرم و روضہ کی کوئی صورت باقی ہے بلکہ تمام مزارات کو سطح زمین سے برابر کر دیا گیا ہے، جوں ہی وقت گزرتا جاتا ہے وہاں قبور پر پڑے ہوئے پتھر ادھر سے ادھر ہو رہے ہیں اور ہر سال ان میں کچھ نہ کچھ فرق دکھائی دیتا ہے، اگر یہی صورت حال باقی رہی تو ایک وقت آئے گا جب موجودہ صورت حال بھی تبدیل ہو جائے گی اور جو معمولی نشاندہی کے اسباب موجود ہیں وہ باقی نہ رہیں گے،



jabir.abbas@yahoo.com

راستہ سے دائیں جانب ہے اس سے گزرتے ہوئے مرکزی راستہ کے بائیں جانب تھوڑے فاصلے پر جائیں تو وہاں شہداء احد کی قبور ہیں جن کے بارے میں میں نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت گزشتہ مطالب میں کر دی ہے کہ یہ ان شہداء کی قبریں ہیں جو جنگ احد میں زخمی ہوئے اور انہیں مدینہ منورہ میں لایا گیا اور وہ جانبر نہ ہو سکے اور شہید ہو گئے، انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا جبکہ دیگر شہداء کہ جن میں مساجرین میں سے حضرت حمزہ علیہ السلام، جناب معصب بن عمیر، جناب عثمان بن شمس، جناب عبداللہ بن جحش اور دیگر انصار شامل ہیں۔

شہداء احد رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی قبور مبارکہ سے گزرتے ہوئے اسی جانب آگے بڑھیں تو حضرت اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کی قبر ہے۔ یہ قبر اور شہداء احد کی قبروں کے علاوہ شمالی دیوار کی جانب کوئی دوسری قبر نمایاں نہیں۔

جنت البقیع کے اندرونی احاطہ میں شہداء احد کی قبروں سے گزرتے ہوئے اسی سمت کو آگے چلیں تو آخری قبر حضرت حلیمہ سعدیہ کی ہے۔ یہ وہ خاتون ہیں جو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں ہونے کا شرف رکھتی ہیں، ان کی قبر تک جنت البقیع کی حدود اسی سمت سے ختم ہو جاتی ہیں چنانچہ توسیع سے قبل کی تمام تصاویر اور نقشے یہاں تک بقیع کی آخری حد ثابت کرتے ہیں۔ یہ قبر مرکزی راستہ سے متصل واقع ہے اور اس کے بعد شمالی دیوار تک کوئی قبر نہیں۔

جنت البقیع کی سابقہ حدود اور توسیع سے قبل کی آخری قبر اور بقیع میں بننے والی سب سے پہلی قبر جو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے حکم پر پہلی گئی جناب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے جس کی تعمیر کا خصوصی فرمان حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاری فرمایا اور خود وہاں تشریف لا کر دعا فرماتے تھے۔ یہ قبر بقیع کی موجودہ جنوبی دیوار کی جانب آخری قبر ہے اس کے اور دیوار کے درمیان دوسری کوئی قبر نہیں،

جنت البقیع کی توسیع اور موجودہ اضافہ کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اس وقت اندرونی احاطہ میں آگئی ہے اور یہ قبر شمالی اور شرقی دیواروں سے قریب واقع ہے اس کے اور دیواروں کے درمیان کوئی قبر واقع نہیں۔

بعض حضرات بقیع کی شمالی جانب آخری حصہ میں دیوار سے متصل موجود ایک قبر کی بابت اظہار خیال کرتے ہیں کہ یہ حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر ہے تاکہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مزارات کے قریب قبر کو حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی قبر قرار دیا جائے۔ اس سلسلے میں ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں۔

یہ ہے جنت البقیع میں موجود اکابرین امت، آئمہ اہل بیت علیہم السلام اصحاب النبی، ازواج النبی اور اقارب النبی کی قبور کا عمومی جائزہ۔



## موجودہ حالات

تاریخ کے مستند حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی شخصیات کی قبور پر جو مزارات مقدسہ بلند گنبد و میناروں کے ساتھ بنے ہوئے تھے اور متعدد مورخین نے اپنے اظہارات اور سفر ناموں میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جن میں برطانوی مورخ رچرڈ برٹن (RICHARD BURTON) جو افغانی پاسپورٹ پر ”عبداللہ“ کے فرضی نام سے سعودی عرب گیا۔۔۔ اور جون کین (JHON KEEN) و دیگر معروف اہل الرائے شامل ہیں، ان سب کو منہدم کر دیا گیا ہے اور اب وہاں سوائے کھنڈرات کے کچھ بقی نہیں بچا۔

جنت البقیع کے پہلے انہدام کے بعد عثمانی سلطنت میں بنائے گئے مزارات و گنبد اور میناروں کو دوسرے مرحلہ میں جب منہدم کیا گیا تو ان کی جگہ اس وقت شکستہ سگریزے رکھ دیئے گئے جن سے قبور کی نشاندہی کا اجمالی ذریعہ باقی رہ گیا، رفتہ رفتہ پتھروں کے ارد گرد کا تشخص بھی دھیمپڑتا چلا گیا اور پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب ایک بلند و بالا دیوار چاروں طرف بنی ہوئی ہے اور بقیع کے اطراف اور غلی سطح میں سڑکیں بن چکی ہیں، اندرونی احاطہ میں بھی نئے راستے بنائے گئے ہیں

اور تاریخی مقامات کے ارد گرد مخصوص انداز سے تشخص اور قبور کے تعین کے لیے حد بندی کی گئی ہے، ایسا لگتا ہے جیسے یہاں کبھی نہ تو کوئی مزار تھانہ گنبد و مینار، اور نہ ہی حرم و روضہ کی کوئی صورت باقی ہے بلکہ تمام مزارات کو سطح زمین سے برابر کر دیا گیا ہے، جوں ہی وقت گزرتا جاتا ہے وہاں قبور پر پڑے ہوئے پتھر ادھر سے ادھر ہو رہے ہیں اور ہر سال ان میں کچھ نہ کچھ فرق دکھائی دیتا ہے، اگر یہی صورت حال باقی رہی تو ایک وقت آئے گا جب موجودہ صورت حال بھی تبدیل ہو جائے گی اور جو معمولی نشاندہی کے اسباب موجود ہیں وہ باقی نہ رہیں گے،



## مزارات کی تعمیر نو کا مطالبہ

جنت البقیع کے مزارات کے انہدام کا واقعہ دنیا بھر کے گوشہ گوشہ میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے نہایت دلخراش اور افسوس ناک تھا ۸ شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۱۹۹۵ء کو جب یہ واقعہ رونما ہوا تو پوری دنیا کے مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کی اور مزارات مقدسہ کی تعمیر نو کا مطالبہ کیا، جلسے منعقد ہوئے، جلوس نکالے گئے، کانفرنسیں ہوئیں، سعودی حکمرانوں کو تار، خطوط، وفد اور دیگر ذرائع سے اس واقعہ کی بابت مسلمانان عالم کے احتجاج اور ان کے مطالبہ تعمیر نو سے آگاہ کیا گیا، اس سلسلے میں باقاعدہ طور پر کئی ادارے اور انجمنیں قائم ہوئیں جن کی طرف سے جنت البقیع کی تعمیر نو کے لیے وسیع پیمانے پر اقدامات کئے گئے، حکومتی سطح پر بھی کئی ممالک کی طرف سے سعودی حکومت سے رابطے ہوئے مگر نہ اس وقت اور نہ ابھی تک اس سلسلے میں کوئی شتوئی ہوئی بلکہ عالمی سطح پر ہونے والی کوششیں بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکیں اور ہمیشہ ایک ہی جواب سننے میں آیا کہ یہ سب کچھ شرک ہے اور اس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔



## تاریخی نقطہ نظر سے

تاریخ بشریت کے دامن میں حوادث زمانہ اور گردش لیل و نہار کی کثیر داستانیں بھری ہوئی ہیں، قوموں کے عروج و زوال کے قصے اور ادیان و مذاہب کے تنازعات و دیگر بہت کچھ تاریخ کے خزانے میں محفوظ ہیں، سلاطین کی رسد کشیوں اور حکومتوں کی ایک دوسرے پر برتری و غلبہ کی کوششوں کا تذکرہ بھی تاریخ کا اہم حصہ ہے۔

صلیبی جنگیں اور عرب و عجم کی لڑائیاں اور پھر مجیوں اور عربوں کے آپس کے جھگڑے و فیوسب کچھ تاریخ کی وہ تلخ حقیقتیں ہیں جن کا مطالعہ کر کے عصر حاضر کے مورخ کے روئے کھڑے ہو جاتے ہیں، قتل و غارت، انسانیت کشی اور قومی تعصبات کے منوس آثار نے انسانی دنیا کا نقشہ بدل دیا تھا۔ یہاں تک کہ ان خون ریز واقعات اور دہشت گردی و سفاکی کی وجہ سے علمی ترقی و پیش رفت اس قدر ماند پڑ گئی کہ اس دور کو جاہلیت کا دور کہا جانے لگا۔

جہالت یا جاہلیت کے اس دور میں بھی اقوام عالم اپنے بزرگوں اور مقتدر شخصیات کی یادگاروں اور مراقد کو احترام کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اور ان کی تعمیر

حکومت اور بنگا کے لیے ٹھوس اقدامات کرتی تھیں، یہی وجہ ہے کہ آج تک تاریخ میں ظہور اسلام سے پہلے گزری ہوئی قوموں کے حالات میں ان کے بزرگوں اور معاشرتی و روحانی شخصیات کے مراقد کا تذکرہ موجود ہے۔ طرز عمل اور کیفیت سے اختلاف ممکن ہے، مگر اصل عمل ہر قوم میں موجود تھا اور اسے ہرگز برایا ممنوع نہیں سمجھا جاتا تھا، تاریخ میں اس کے شواہد اور مثالیں کثرت سے ملتی ہیں اور اس کا ثبوت ملتا ہے کہ کسی عقیدہ و نظریہ سے قطع نظر اقوام عالم اپنے بزرگوں کی قبور تعمیر کرتی تھیں اور وہیں جا کر ان کی یاد تازہ کرتی تھیں اور یہ سلسلہ عصر حاضر میں بھی موجود ہے۔ بلوی ترقی کے اس دور میں اس حوالہ سے عملی طور پر انکار نہیں کیا جاتا بلکہ عملی طور پر اب بھی دنیا بھر میں قبور کی تعمیر اور ان پر بلند نشاں کی تعمیر کا عام دستور ہے، جسے ہر قوم اپناتی ہے اور اسے اہمیت و اہتمام کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے۔ بالخصوص جب کوئی اہم و محبوب شخصیت کا معاملہ ہو تو بلا امتیاز سبھی افراد قوم اس میں شامل ہوتے ہیں۔ بنا بریں تاریخ سے تعمیر قبور کے عمل کی بھرپور تائید ملتی ہے اور اسے اقوام کی بیداری سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور زندہ قوموں کی علامت سمجھا جاتا ہے۔



## انسانی حوالہ سے

انسان کو خداوند عالم نے روح اور بدن کا مجموعہ بنایا ہے اس کی بدنی قوتوں کے تقاضے اس کے روحانی تقاضوں سے مختلف ہیں، خوراک، لباس اور مکان کے علاوہ دیگر جسمانی تقاضوں کی تکمیل کے لیے انسان بھرپور کوشش کرتا ہے اور اپنی صلاحیتیں بروئے کار لاتا ہے اور دوسروں کے تعاون و مدد سے اپنی زندگی کے امور جن کا تعلق اس کے جسمانی تقاضوں سے ہوتا ہے، پورے کرتا ہے۔ اسی طرح اس کی روح کے بھی تقاضے ہیں جن کی تکمیل بدن کے تقاضوں سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ بدن کی بھاکاراز روح کی بھاک میں مضمر ہے لہذا روحانی تقاضوں کی تکمیل اشد ضروری ہے، روحانی تقاضوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان دوسرے ہمنوا افراد سے محبت کرتا ہے، ان کا احترام کرتا ہے، ان کے حقوق ادا کرتا ہے اور ان کی یاد کا چراغ دل میں روشن رکھتا ہے، اس لحاظ سے ہر وہ شخص کہ جس سے کسی بھی حوالہ سے تعلق و ربط ہو اس کی زندگی میں اس سے ملاقات اس کی ہم نشینی اور اس کے انس کے تمام حوالے زندہ رکھنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ جتنی کسی سے محبت و انس زیادہ ہوتا ہے اس کی یاد کی روشنی بھی اسی مقدار میں اس کے کاشانہ دل و دماغ میں زیادہ

ہوگی، اسی طرح روحانی رشتوں میں ان افراد سے تعلق کی بات آتی ہے جن سے دینی و عقیدتی ربط ہوتا ہے تو ان سے عقیدت کے تقاضوں کی تکمیل بھی انسانی ضرورت ہے، یہاں تک کہ ان کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ان کی یاد زندہ رکھنے کے لیے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ اس انسانی حوالے سے بزرگان دین کی قبور کی تعمیر و بقا اور حفاظت روحانی تقاضوں کی تکمیل اور فطری اقدار کی پاسداری و تحفظ کے زمرے میں آتی ہے، فطری جذبات کا عملی احترام ناگزیر ہوتا ہے، لہذا عام طور پر دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ جہاں کہیں بھی دینی عقیدت کی مشہور شخصیات کے مزارات تعمیر ہوئے ہیں وہاں جا کر محبت و احترام کا اظہار روحانی سکون کا سبب بنتا ہے اور اسی محبت و عقیدت کی وجہ سے ان مزارات کی تزئین، نفوس کی تسکین کا باعث ہوتی ہے۔ یہ ایک فطری امر ہے کہ انسان روحانی سکون کے حصول کے لیے ہر وہ راہ اختیار کرتا ہے جسے عقل سلیم کی تائید حاصل ہو۔ تعمیر مزارات و قبور بھی انہیں امور میں سے ہیں جن کی توثیق عقلی معیاروں سے ہوتی ہے اور عقل سلیم اس کی ممانعت نہیں بلکہ حوصلہ افزائی کرتی ہے اور اسے روحانی و فطری تقاضوں کی تکمیل کا ایک انداز قرار دیتی ہے کیونکہ اس سے محبت و عقیدت کے جذلوں کو تقویت ملتی ہے۔



## انسانی معاشرتی نظام

انسان چونکہ اپنی تخلیقی طبع کے حوالہ سے ایک دوسرے سے مختلف ہے اور پھر قبیلوں، گروہوں، رنگ و نسل، علاقوں، خاندانوں اور دیگر تقسیم بندیوں کے جن میں اعتقادی رجحانات بھی شامل ہیں۔۔۔ کی وجہ سے اختلافات کا شکار رہتا ہے جس سے انسانی معاشرے کے استحکام و ترقی کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر باہمی روابط کو انسانی بنیاد پر استوار کیا جائے اور دوسرے لفظوں میں ایک دوسرے کے غم و خوشی میں شرکت کی جائے تو اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے اور وجودی قوتیں یکجا ہونے کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں، قبور کی اہمیت اور ان کو احترام و اہمیت دینا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ اقوام و ملل ایک دوسرے کے عزیزوں و بزرگوں سے بالخصوص روحانی پیشواؤں کی قبور و مزارات پر اگر ان سے ادائے احترام کرتے ہوئے باہمی انس و محبت کی روایات قائم کر سکتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے عزیز و بزرگ کی قبر پر جا کر اس کے لیے اچھے الفاظ سے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرے گا اور اس کے لیے دعائے خیر و مغفرت کرے گا تو کم از کم اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کے لواحقین و

عقیدت مند اور اس سے محبت کرنے والوں کے دلوں میں اس کی ہیبت بھی اچھے خیالات پیدا ہوں گے اور وہ بھی متقابلاً ایسا ہی کریں گے جس کے نتیجے میں باہمی قرب کی راہ ہموار ہو جائے گی اور دوری و دشمنی کے راستے مسدود ہو جائیں گے جو کہ ایک نہایت عظیم انسانی و معاشرتی فائدہ ہے۔ چنانچہ اس وقت دنیا بھر میں قوموں کے روابط کے استحکام میں ایک طرح کے اعمال کا بہت دخل ہے۔ یہاں تک کہ سیاسی طور پر بھی اب اس کا عالم دستور رائج ہے۔ اور سربراہوں کے دوروں میں ایک اہم حصہ وہاں کی بزرگ و قاتل احترام شخصیات کے مزارات پر پھولوں کی چادر چڑھانے سے مخصوص ہے جسے باہمی روابط کے استحکام کی علامت قرار دیا جاتا ہے اور اس سے قوموں میں دوستی کے جذبات کو فروغ ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی قومی و ملی و دینی و مذہبی اور علاقائی حوالوں کو نظر انداز کر کے معاشرتی حوالہ ہی مد نظر ہوتا ہے اور مزارات کی تعمیر میں جس قدر اہمیت کے عملی مظاہرے کئے گئے ہوں ان سے اس قوم کی اپنے عزیزوں و بزرگوں سے محبت کے زندہ عملی شواہد مل جاتے ہیں؟



## اسلامی و شرعی حیثیت

قیور کی تعمیر شریعت اسلامیہ میں نہ صرف یہ کہ ممنوع نہیں بلکہ اس کی بابت روایات و معتبر احادیث سے استنباب کا ثبوت ملتا ہے۔ فریقین شیعہ و سنی کی کتب حدیث و تاریخ میں اس سلسلے کے مضبوط حوالے پائے جاتے ہیں۔ ان سب احادیث و روایات اور ان پر تفصیلی بحث کرنے کے لیے مستقل کتب کی ضرورت ہے لیکن یہاں صرف اس امر کا تذکرہ مقصود ہے اور اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے کہ تعمیر قبر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس عمل کو انجام دے کر عملی طور پر اس کے استنباب کا ثبوت فراہم کیا ہے چنانچہ آپ مکہ مکرمہ میں اپنے بزرگوں کی قیور پر تشریف لاتے تھے اور ان کی یاد میں اظہار غم بھی کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کا حکم دیا تو خود تشریف لائے اور وہاں قبر بنوائی۔ اس کے علاوہ اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کی قبر بنوائی اور ”علم القبر“ کے الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل تعمیر قبر اور اس پر نشان قائم کرنے کا ثبوت روایات سے ملتا ہے۔

اس کے علاوہ جو اہم بات یہاں مورد توجہ ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی دور خلافت میں قبور کی تعمیر یا ان پر نشان قائم کرنے کی ممانعت نہیں ہوئی چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت و طریقہ پر عمل کرتے ہوئے جنت البقیع میں آکر اصحاب قبور کی مغفرت کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ اس وقت بھی قبور پر بڑے نشانات موجود تھے اور مزارات کی تعمیر کا سلسلہ چونکہ اس دور میں اس صورت میں نہ تھا جو موجودہ دور میں ہے لہذا انہی نشانات پر اکتفاء کیا جاتا تھا۔

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل حجت ہے اور شرعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کا مقام و اہمیت اور حیثیت وہی ہے جو آپؐ کے فرمان و قول کی ہے لہذا ”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ“ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا ہر پہلو امت کے لیے لائق تقلید و لازم الاتباع ہے، اسلامی روایات تو اتر کی حد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کو ثابت کرتی ہیں، جہاں تک بالخصوص جنت البقیع کا تعلق ہے تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعمیر قبور کے عمل کے متعدد ثبوت ملتے ہیں کیونکہ اسلام کے پیشوا اور امت کے سرپرست ہونے کے حوالہ سے آپؐ ہر مسلمان اور ہر صحابی و شہید کی تدفین میں عموماً خود بھی تشریف لاتے تھے تاکہ وہاں اپنی موجودگی میں احکام خداوندی کی عملی تبلیغ کر سکیں؟

تعمیر قبر کے اصل مسئلہ اور اس پر نشان کے قائم کرنے کی روایت تمام اسلامی و شرعی حوالوں سے ثابت ہوتی ہے۔ اب رہی ان کی حدود کی بات تو اس



سلسلے میں فقہی مدارک کے استنباط کے بعد اہل نظر فقہائے اسلام نے اظہار خیال فرمایا ہے جس کی تفصیل متعلقہ کتب سے مل سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ملحوظ و مد نظر ہونی چاہیے کہ اسلام کسی بھی عمل میں انسانی صلاح و فلاح کو ہر حوالہ سے اہمیت اور بنیادی حیثیت دیتا ہے اور پھر دنیا میں شیطان انسان کو خدا سے دور رکھنے کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہر وہ کام جس سے خدا کے قرب و رضا کے حصول کی امید وابستہ ہو اسے انجام دینا چاہیے۔

قبر پر توجہ سے دعا، ذکر، تلاوت قرآن، خدا کی طرف توجہ، آخرت کی فکر، اور اعمال صالحہ کی انجام دہی کے مواقع فراہم ہوئے ہیں کیونکہ قبرستان جا کر اموات کو سلام کرنا اور پھر ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کے استحباب پر مشتمل جو روایات وارد ہوئی ہیں ان میں درس عبرت کے ساتھ درس عبادت بھی موجود ہے۔ جب کوئی شخص قبر پر جاتا ہے تو اسے مرنے والے کی یاد آتی ہے۔ اس کی زندگی کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ اس کے اعمال کی تصویر آنکھوں میں مجسم ہو جاتی ہے اور ان کے لیے آخرت کی منزلوں میں رحمت الہی کی طلب جو کہ بذات خود عبادت ہے۔۔۔ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، روح عبادت زندہ ہوتی ہے، دنیا کی فتنہ بازی کی حقیقت عیاں ہو جاتی ہے اور پھر ابدی زندگی پانے کا فطری احساس موجزن ہو جاتا ہے۔ اس لیے شریعت میں ان کی ممانعت کی بجائے استحباب و مستحسن ہونا ثابت ہے۔

اس مقام پر حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے حوالہ سے قبر پر کی شرعی حقیقت کے بیان پر اکتفا کرتے ہوئے اس مطلب کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ قبر کی تعمیر یا مزار و گنبد بنانا اموات کی پرستش نہیں کہلا سکتا

کیونکہ پرستش و سجدہ خداوند عالم کے علاوہ کسی کے لیے روا نہیں اور جو شخص قیور کی عبادت کا عقیدہ رکھے وہ شرک کا مرتکب ہوگا کیونکہ عبادت صرف ذات احدیت سے مختص ہے اس کے علاوہ کوئی بھی عبادت کا استحقاق نہیں رکھتا، مزارات پر حاضری دینا قبر پرستی نہیں اداۓ احترام و اظہار عقیدت و محبت ہے۔



www.ziaraat.com  
jabir.abbas@yahoo.com  
Sabeel-e-Sakina

جنت البقیع

میں مدفون

شخصیات کا تعارف

www.ziaraat.com  
jabir.abbas@yahoo.com  
Sabeel-e-Sakina

## حضرت عباس بن عبدالمطلب

آپ قریش کی بزرگ شخصیات میں سے تھے، آپ کی والدہ ماجدہ نسیلہ بنت خلب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو یا تین سال عمر میں بڑی تھیں۔

(محمدة الساب العرب ص ۱۵-۳۹، تالیف ابن حزم)

(تہذیب التہذیب ج ۱۵ ص ۱۳۲ ابن حجر عسقلانی)

(الاصالب فی تمیز الصحابہ ج ۲ ص ۲۷۱، زبیر بن بکار)

آپ خانہ کعبہ کی حفاظت (سقاہت و عمارت) کے ذمہ دار افراد میں سے تھے۔ (سیرہ نبویہ، ابن حشام، ج ۲ ص ۸۱) (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۳۹۷) (سیرہ نبویہ، ابن کثیر ج ۲ ص ۱۶۶) (الجامع لاحکام القرآن ج ۷ ص ۹۱) (اسباب النزول، واحدی) بعض اہل تاریخ کا کہنا ہے کہ جب مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ بھی ان کے ہمراہ تھے، جبکہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ آپ مکہ ہی میں رہے اور بعد میں یعنی ہجرت کے دوسرے سال مدینہ چلے گئے۔

آپ نے جنگ حنین اور حوازن میں اپنی ایمانی شوکت کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کرام میں خاص مقام پایا اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، خواہ ہجرت سے قبل خواہ ہجرت

کے بعد۔ چنانچہ ابن حجر مکی نے کتب الاصلہ ج ۲ ص ۲۷۱ میں لکھا ہے کہ ابن حارث نے کہا: ”کان العباس اعظم الناس عهد رسول الله والصحابه يعترفون للعباس بفضلہ ویشاورونہ ویا خلون رايہ“ (عمد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عباس بن عبد المطلب لوگوں میں بلند مقام رکھتے تھے اور صحابہ کرام آپ کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے مشورہ اور رائے لیتے تھے۔

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محفل ہے آپ نے فرمایا ”من اذی عمی فقد اذانی“ جس نے میرے چچا (عباس بن عبد المطلب) کو اذیت پہنچائی گویا اس نے مجھے اذیت دی۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر احادیث اور جناب عباس کے بارے میں فضیلتوں کا ذکر درج ذیل کتب میں موجود ہے۔

صحیح ترمذی ج ۵ ص ۳۱۷، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۵، صحیح مسلم باب تعیل الزکاة، شرح امام نووی، سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۳۳، کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۸، ۱۳۶۔ جب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین میں شریک تھے اور اہل بیت علیہم السلام ان کا احترام کرتے تھے۔

حوالہ مسند احمد بن حنبل حدیث ۳۵۸، سیرۃ نبویہ ابن حشام ج ۲ ص ۳۰۳، ۳۱۳، مجمع الزوائد، حافظ نور الدین حیشمی ج ۶ ص ۱۸۰، ۱۸۲۔

حضرت عباس بن عبد المطلب نے سقیفہ بنی ساعدہ میں شرکت نہ کی، حوالہ: مروج الذهب، مسعودی ج ۲ ص ۳۰۷، شرح نہج البلاغہ ابن ابی

الحمد للہ ج ۱ ص ۷۱ المختصر فی اخبار البشر، ابو الخضر ج ۱ ص ۱۶۷، ابن عسقلانی ج ۲ ص ۳۳۳ نے پیشہ جنت عباس کا احترام کیا اور آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، الاستیعاب ج ۳ ص ۱۳۰

نماز استسقاء میں تمام محلہ کرام نے ان کی اقتداء کی۔ جس سے ان کی فضیلت کا ثبوت ملا ہے، مجمع بخاری حدیث ص ۳۰، فتح الباری، ابن حجر عسقلانی ج ۲ ص ۳۴۳، الاستیعاب ج ۳ ص ۱۳۰، کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۴۰

جنت عباس ص ۳۳ محمودی نے لکھا ہے کہ "دفن الجباس بن عبد المطلب فی دار قبر فاطمہ بنت اسد بنی ہاشم فی لؤلہ مقابلہ بنی ہاشم اللی فی دار اس بن عبد المطلب کو فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کے قریب دفن کیا گیا ہے۔" یہی قبروں میں سے ہے جہاں عقیل بن ابی طالب کا مرقہ تھا۔

ما مورعین و  
ایت بہت زیارہ  
باکوف یا خسوف



درست نہیں بنتی کیونکہ  
ہے کہ جو ہماری زندگی میں  
تہذیب و غیر اسلام صلی اللہ علیہ

ی کی

جلو گروں

ہے، بتائیں

سوائے ان کی

لی ہے۔

یہ بھی کہا کہ جنت

اس قدر مغموم تھے

میں اس قدر چنانچہ مجمع بخاری نے

مغیرہ بن شعبہ سے اور کتب "فروع کلنی" میں کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے

ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر اس

کہ کسوف و خسوف کا واقعہ پیش آیا اور سورج کو گھٹن لگ گیا چنانچہ مجمع بخاری نے

مغیرہ بن شعبہ سے اور کتب "فروع کلنی" میں کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے

120

جانبہ الہدیہ رسول اللہ

122



حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول اللہ کی قبر مبارک



الحمد ج ۱ ص ۷۱، المعصر فی اخبار البشر، ابو الفداء ج ۱ ص ۵۶، تاریخ یعقوبی ص ۳۴۳  
 خلفاء نے پیش جنب عباس کا احترام کیا اور آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ  
 سے دیکھتے تھے، الاستیعاب ج ۳ ص ۱۰۰

نماز استقامہ میں تمام صحابہ کرام نے ان کی اقتداء کی۔ جس سے ان کی  
 فضیلت کا ثبوت ملتا ہے، (صحیح بخاری حدیث ۳۷۷۰، فتح الباری، ابن حجر عسقلانی ج ۲  
 ص ۳۹۳، الاستیعاب ج ۳ ص ۹۸، کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۳۰)

جنب عباس ۳۳ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے، آپ کی قبر کے بارے  
 میں ”وفاء الوفاء“ میں محمودی نے لکھا ہے کہ ”دفن الجباس بن عبد المطلب  
 ند قبر فاطمہ بنت اسد بنی ہاشم فی اول مقابر بنی ہاشم الی فی دار  
 عباس بن عبد المطلب کو فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کے قریب دفن کیا  
 گیا، ہاشم کی پہلی قبروں میں سے ہے جہاں عقیل بن ابی طالب کا مرقبہ تھا۔“



رعین و  
 بہت زیادہ  
 یا خسوف

نہیں بنی کیونکہ  
 ہماری زندگی میں  
 اسلام صلی اللہ علیہ

# جانب ابراہیم بن رسول ﷺ

جانب ابراہیم علیہ السلام حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ماریہ کے بطن سے تھے۔ آپ ذی الحج ۸ھ کو پیدا ہوئے۔ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بہت محبت تھی اور پیشہ ان سے اظہار محبت فرمایا کرتے تھے۔ وہ عمدہ خولت میں ہی وفات پائے اور آپ کو جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا جس میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنس تھیں شریک (الشفاعت) ابن حبان ج ۱ ص ۲۸۲

جانب ابراہیم بن رسول اللہ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں محدثین کے درمیان ایک بحث چھڑی ہوئی ہے۔ جس پر بعض حضرات اہ بیت کے ساتھ اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ ان کی وفات کا سبب سوزا یعنی سوزج گرہن یا چاند گرہن تھا؟ لیکن اسلامی روایات و تعلیمات کے مطابق یہ بات درست ہے کہ ان دونوں حوادث کا تعلق نظام شمس و قمر سے ضرور ہے کہ جو خاص اہ بیت رکھتا ہے لیکن اس سلسلے میں جو بات حضرت پیغمبر

الحمدید ج ۱ ص ۷، المختصر فی اخبار البشر، ابو الفداء ج ۱ ص ۱۵۶، تاریخ یعقوبی ص ۵۲۳،  
 خلفاء نے ہمیشہ جناب عباس کا احترام کیا اور آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ  
 سے دیکھتے تھے، (الاستیعاب ج ۳ ص ۱۰۰)

نماز استسقاء میں تمام صحابہ کرام نے ان کی افتداء کی۔ جس سے ان کی  
 فضیلت کا ثبوت ملتا ہے، (صحیح بخاری حدیث ۳۷۰۷، فتح الباری، ابن حجر عسقلانی ج ۲  
 ص ۴۹۲، الاستیعاب ج ۳ ص ۹۸، کنز العمال ج ۲۱ ص ۱۳۰)

جناب عباس ۳۳ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے، آپ کی قبر کے بارے  
 میں ”وفاء الوفاء“ میں محمودی نے لکھا ہے کہ ”دفن العباس بن عبد المطلب  
 عند قبر فاطمہ بنت اسد بنی ہاشم فی لؤل مقابر بنی ہاشم اللتی فی دار  
 عقیل“ عباس بن عبد المطلب کو فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کے قریب دفن کیا  
 گیا جو کہ بنی ہاشم کی پہلی قبروں میں سے ہے جن میں عقیل بن ابی طالب کا گھر تھا۔



## جناب ابراہیم بن رسول اللہ

جناب ابراہیم علیہ السلام حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ماریہ کے بطن سے تھے۔ آپ ذی الحج ۸ھ کو پیدا ہوئے۔ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بہت محبت تھی اور ہمیشہ ان سے اظہار محبت فرمایا کرتے تھے۔ وہ عمد طفولیت میں ہی وفات پا گئے اور آپ کو جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا جس میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس شریک تھے۔ (الشفات، ابن حبان ج ۱ ص ۲۸۲)

جناب ابراہیم بن رسول اللہ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں مورخین و محدثین کے درمیان ایک بحث چھڑی ہوئی ہے۔ جس پر بعض حضرات بہت زیادہ اہمیت کے ساتھ اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ ان کی وفات کا سبب کوف یا خسوف یعنی سورج گرہن یا چاند گرہن تھا؟

لیکن اسلامی روایات و تعلیمات کے مطابق یہ بات درست نہیں جتنی کیونکہ ان دونوں حوادث کا تعلق نظام شمس و قمر سے ضرور ہے کہ جو ہماری زندگی میں خاص اہمیت رکھتا ہے لیکن اس سلسلے میں جو بات حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ سند ہے آپؐ نے فرمایا۔

”ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت من الناس و لکنهما

آیتان من آیات اللہ فاذا راٰ یتموا فقوموا فصلوا“

ایک اور روایت میں ہے۔

”ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینکسفان لموت احد

ولا لحیاته فاذا راٰ یتم ذلك فادعوا اللہ و کبروا و صلوا و

تصلقوا“

”سورج اور چاند خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانی ہیں۔ جب تم انہیں

دیکھو تو خدا کو یاد کرو، دعا مانگو، تکبیر کو، نماز ادا کرو اور صدقہ دو“

اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کسوف اور خسوف کا کسی کی

موت و حیات میں کوئی دخل نہیں،

(صحیح بخاری، سنن الکبریٰ بیہقی و دیگر کتب) لہذا اہل نجوم اور جادو گروں

کے بیانات غلط ہیں کہ ان دو کا انسان کی زندگی اور موت سے گہرا ربط ہے، بلکہ یہیں

زمانہ جاہلیت کے اس غلط و مبہوم نظریے کے جس کی تبلیغ عوامانی اسرائیل نے کی

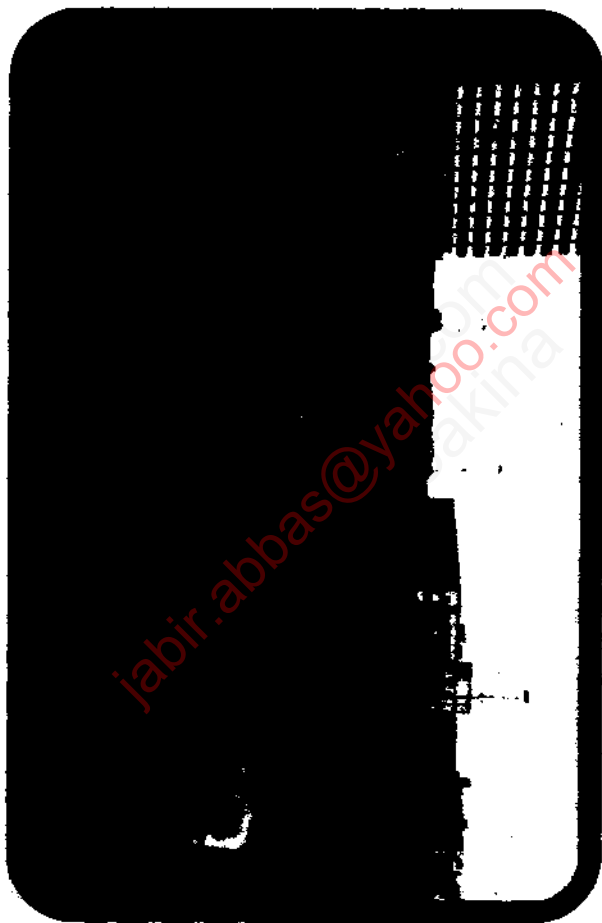
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان سے اس کی قطعی کھل جاتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قائل ذکر ہے کہ بعض نجومیوں نے یہ بھی کہا کہ جب

ابراہیم علیہ السلام کی وقت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر مبہوم تھے

کہ کسوف و خسوف کا واقعہ پیش آگیا اور سورج کو گمن لگ گیا، چنانچہ صحیح بخاری نے

مغیرہ بن شعبہ سے اور کتاب ”فروع کلّی“ میں کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے



حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول اللہ کی قبر مبارک

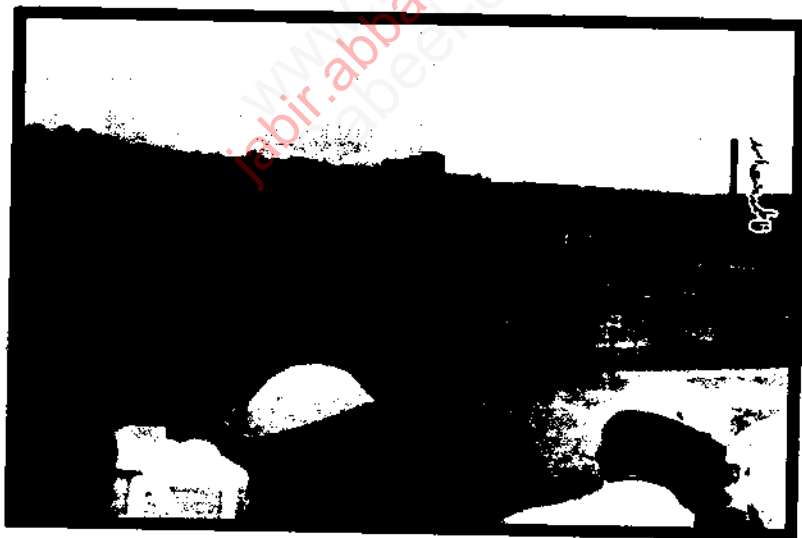
کہ ”کشف الشمس علی عهد رسول اللہ کشف الشمس یوم وفات ابراہیم  
 --- طا قبض ابراہیم ابن رسول اللہ (عمد نبوی میں ابراہیم کی وفات کے دن سورج گرہن  
 ہوا) اس دن اس واقعہ کا ہونا اس بات کا موجب بنا کہ لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اسے  
 ابراہیم علیہ السلام کی وفات سے مربوط قرار دینے لگے، اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت  
 پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرزند کی موت سے بہت غمزدہ ہوئے اور آپؐ  
 کے غم میں شمس و قمر کا نظام درہم برہم یا متاثر ہونا خلاف عقل بات نہیں کیونکہ سارا عالم  
 انہی کے طفیل بقی ہے۔ جب وہ غمزدہ ہوں تو سارا عالم زمین و آسمان اور سورج، چاند سب  
 کچھ غمزدہ ہوتا ہے، لیکن اسے ابراہیم علیہ السلام کی موت کا سبب قرار دینا ہرگز درست  
 نہیں، یہ سب کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔  
 اگر وہ چاہے تو سورج گرہن یا چاند گرہن تو کیا پورا جہان درہم برہم ہو سکتا

ہے۔



## حضرت فاطمہ بنت اسد

تاریخ اسلام کی مقتدر خواتین میں حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کا نام  
نملیاں ہے آپ اسد بن حاشم کی دختر اور محسن اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام کی  
زوجہ تھیں، آپ کے بطن مبارک سے حضرت علی علیہ السلام، جعفر، عقیل، عثمان  
اور طالب پیدا ہوئے۔



قبر مبارک حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علیؑ (عمۃ الرسول)



آپ ہی وہ عظیم شخصیت ہیں جنہیں خداوند عالم نے یہ اعزاز بخشا کہ آپ نے خانہ کعبہ میں بچہ جنا اور تاریخ نے اس کی گواہی دی کہ اس سے پہلے کوئی ولادت خانہ کعبہ میں نہ ہوئی تھی اور نہ ہی اس کے بعد ہوئی، اس سبب سے آپ کا مقام و مرتبہ اور عظمت بہت بلند ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مستدرک حاکم --- ج ۳ ص ۲۸۳۔)

نور الابصار ص ۶۹، خصائص الامۃ - شریف رضی ----)

آپ تمام مہاجرین میں بہتہ ایمان کی حامل خاتون کے طور پر پہچانی جاتی تھیں، آپ کی رحلت پر حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ کیا، (کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۳۸، ج ۳ ص ۱۲۰) (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۵۶)

## عقلمند بن ابی طالب علیہ السلام

حضرت ابوطالب علیہ السلام کے فرزندوں میں سے عقلمند عمر میں حضرت علی علیہ السلام سے ہیں سال پڑے تھے، (الاکمال ج ۶ ص ۲۲۶، طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۶۰۔ تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ۷ ص ۲۵۳، ودیگر کتب)

جنت عقلمند علم الانساب میں مہارت کے حوالہ سے شہرت رکھتے تھے (الاستیعاب ج ۳ ص ۱۵۸) (وکان اکثر الناس ذکر المثلث قریش - مجمع البحرین طریحی ص ۳۳۶)

ہجرت کے بعد جنگ موتہ میں انہوں نے اپنی خالصہ ایمانی شجاعت کے جوہر دکھائے اور جنگ خنین کے بعد صحابہ کرام میں ان کا مقام بلند ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی ساتھیوں میں شمار ہونے لگے، (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۵۳)

جنت عقلمند کے بارے میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعریفی کلمات مختلف کتب میں درج ہیں، جن میں آپؐ نے فرمایا ”انی لا حبیک حنین حبنا لقرابتک منی وحبنا لما کنت اعلم من حب عمی ایباک (میں آپ

سے دو وجہ سے محبت رکھتا ہوں: ایک آپ کے ساتھ اپنی قرابت کی محبت اور دوسری اس وجہ سے کہ مجھے معلوم ہے میرے چچا (ابوطالب علیہ السلام) آپ سے کتنی محبت کرتے تھے) یہ حدیث منتهی الامال ص ۲۵۵، کنز العمال ج ۴ ص ۳۲۰

جنتب عقیل بن ابی طالب علیہ السلام کا شمار معتبر ترین راویان حدیث میں ہوتا ہے (مسند احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۲۰۱-ج ۳ ص ۴) (تمذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۵۳، ابن حجر عسقلانی)

تاریخ میں بعض ایسے حوالے بھی ملتے ہیں جن میں جنتب عقیل کے بارے میں تحفظات ظاہر کئے گئے ہیں جن میں اپنے بھائی حضرت علی علیہ السلام کے دور خلافت میں بعض اظہارات شامل ہیں مگر ان کے پس منظر و پیش منظر اہم و مقاصد پر تمام پہلوؤں سے غور کرنے کی ضرورت ہے، یکطرفہ طور پر اظہار خیال درست نہیں؟

حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے زمانہ میں جنتب عقیل نے شام کا سفر کیا اور امیر شام معاویہ بن ابی سفیان سے بنی حاشم کے حقوق اور حضرت علی علیہ السلام کی ارجحیت و افضلیت کے بارے میں گفتگو اور مذاکرات کئے۔ (الاستیعاب ج ۳ ص ۱۵۸) العقد الفرید ج ۳ ص ۷۸، مجمع البحرین ص ۴۳۶

کتاب ”اخبار مدینۃ الرسول ص ۱۵۴ میں ابن نجار متوفی ۶۵۳ھ نے جنتب عقیل کی قبر و مزار کے بارے میں یوں لکھا ہے قبر عقیل بن ابی طالب اخی علی رضی اللہ عنہ فی قبہ فی لول البقیع، (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی عقیل بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر منج کی ابتدائی حدود میں واقع ہے جس پر گنبد بنا

ہوا ہے۔

جناب عقیل کی اولاد میں حضرت مسلم بن عقیل کوفہ میں شہید ہوئے اور  
چند دیگر کے اسماء گرامی شہدائے کربلاء کی فرست میں ملتے ہیں۔  
مثلاً جعفر الاکبر، عبدالرحمن، ابوسعید، احمد، عبداللہ الاکبر، عبداللہ الاصغر،  
عقیل بن عقیل، علی، عون، معین، موسیٰ وغیرہ



## عبداللہ بن جعفر طیار

جناب عبداللہ بن جعفر طیار اسلام کی مایہ ناز شخصیت ہیں۔ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور ہمیشہ آپ سے احترام کا سلوک کرتے تھے۔

آپ کے والد جعفر طیار اور والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ آپ کی ولادت حبشہ میں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ حبشہ میں پیدا ہونے والے سب سے پہلے مسلمان مولود تھے۔ (الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۸۹) حضرت جعفر طیار ۸ھ کو حبشہ سے مدینہ تشریف لائے اس وقت قلعہ خیبر فتح ہو چکا تھا اور مسلمان خوشی منا رہے تھے، اسی سال جناب جعفر طیار بن ابی طالب، زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کی ہمراہی میں شام کی طرف روانہ ہوئے، اسی دوران جنگ موتہ ہوئی اور حضرت جعفر شہید ہو گئے۔ (مقاتل الطالبین ص ۶، مغازی ص ۴۰۱) اس وقت جناب عبداللہ نہایت مغموم ہوئے اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دلالت دیا اور ان کے والد کے غم میں اظہار ہمدردی فرمایا، چنانچہ جناب عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار محبت و ہمدردی

کی بات یوں فرمایا:

انا احفظ حين دخل النبي صلى الله عليه وآله وسلم على امي يعني لابی فانظر اليه هو يمسح على راسي و راس اخي و عيناه تراهقان الدموع حتى تقطر لحية" مجھے یاد ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور میرے والد کی تعزیت کی اور ان کی رحلت پر اظہار غم کیا۔ میں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا تھا، آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اس وقت آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جب کہ روتے روتے آپؐ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبداللہ بن جعفر عمد طفولیت ہی سے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت سے بہرہ ور تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں نیک صفات کا تذکرہ فرمایا (تاریخ دمشق الکبیر ج ۷ ص ۲۳۹، کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۵، مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴-ج ۲ ص ۲۰۵) حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپؐ نے عبداللہ بن جعفر طیار کے لیے دعا فرمائی۔ اللہم بارک لہ فی مقہ۔۔۔ اللہم بارک لہ فی تجارتہ۔۔۔ پروردگار! اس کے رزق میں برکت عطا فرما، اس کی تجارت میں برکت عطا فرما (سفیت البحار۔ کنز العمال، مسند احمد بن حنبل، سنن دار قطنی)

تاریخ ابن عساکر میں مرقوم ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ سے فرمایا۔

”جعفر اشبه خلقی و خلقی و اما انت یا عبد اللہ فاشبه خلقی اللہ

بابیک“

”جعفر اخلاق و عادات میں میرے مشابہ تھے اور تم اے عبد اللہ اپنے باپ

کے مشابہ ہو۔“

عبد اللہ بن جعفر سخوت میں مشہور تھے۔ یہاں تک کہ انہیں قطب الخاکا کہا جاتا تھا (الثقات ج ۳ ص ۲۰۷) ان کی سخوت کے بارے میں یہ الفاظ ملتے ہیں ”کان کریمًا جوادًا طریفًا خلیفًا عقیفًا سخینًا“ بسمی بحر الجود“ وہ صاحب کرم تھے، صاحب عطا و عنایت تھے، صاحب طراقت تھے، صاحب اخلاق تھے، صاحب عفت تھے، سخی تھے انہیں سخوت کا دریا کہا جاتا تھا (تنقیح المقال فی احوال الرجال، سفینۃ البحار) (الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ج ۲ ص ۲۷۵، تاریخ دمشق ج ۷ ص ۳۲۸، تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۳۲۸)

روایت کے حوالہ سے آپ کا شمار چھ راویان حدیث میں ہوتا ہے عبد اللہ بن جعفر طیار نے اسماء بنت عمیس، علی بن ابی طالب علیہ السلام اور عمار یا سر سے روایات ذکر کی ہیں (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۷۰)

جناب عبد اللہ بن جعفر طیار نے حضرت ابوذر غفاری رحمۃ اللہ علیہ کی کلمہ کھلا حمایت کی اور ان کے موقف میں ان کی ہر ایسی کی (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۶۷)

جناب عبد اللہ کی شادی اسلام کی عظیم خاتون حضرت زینب بنت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے ہوئی۔ آپ کے فرزندوں میں سے عون و محمد کربلا میں شہید

ہوئے، آپ کے دو فرزند یوم المحرم میں امویوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، (مقاتل  
الطالین ص ۱۲۳)

آپ ۸۰ھ کو ۹۰ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائے (تاریخ یعقوبی

ج ۲ ص ۲۲۸، الاستیعاب ج ۲ ص ۲۷۵، شذرات الذهب ص ۸۷- الثقات ج ۳

ص ۲۰۷، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۷۰، مراۃ الزمان ج ۱ ص ۱۱۱)



www.ziaraat.com  
jabir.abbas@yahoo.com  
Sabeel-e-Sakina



## اسماعیل بن جعفر صادق علیہ السلام

جناب اسماعیل کے بارے میں مورخین نے لکھا ہے کہ آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بڑے فرزند تھے، انہیں اسماعیل امین کہا جاتا تھا۔ (مناقب آل ابی طالب، ابن شہر آشوب ج ۲ ص ۳۸۰)

ان کے بارے میں طبری نے ”اعلام الوری“ میں لکھا ہے ”اسماعیل کان اکبر اخواته و کان ابوہ شدید المحبة له والبر بہ“  
اسماعیل اپنے بھائیوں میں سے سب سے بڑے تھے اور ان کے والد ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان پر خاص شفقت فرماتے تھے۔

وہ ”عریض“ کے علاقہ میں رہتے تھے اور اپنے والد کی زندگی میں فوت ہو گئے (دائرة المعارف الاسلامیت ج ۲ ص ۱۸۷) ان کی شیعہ جنازہ کے بارے میں ”اعلام الوری“ ص ۲۸۴ میں مرقوم ہے۔

”حمل علی رکاب الناس الی ابیہ بالمدينة فجنع علیہ جزعاً  
شدیداً و تقدم سریره بغیر حذا ولا رداء و کان یامر بوضع  
سریره قبل دفنه مرازا کثیرة و یکشف عن وجهه و ینظر اللہ“

(آپ کا جنازہ مدینہ لایا گیا تو آپ کے والد دھاڑیں مار کر روئے اور ننگے پاؤں جنازے کے آگے چلتے جا رہے تھے اور ردا بھی نہیں اوڑھی ہوئی تھی، وقفہ وقفہ کے بعد جنازے کو رکواتے اور زمین پر رکھ دینے کا حکم دیتے اور کفن سے چہرہ نکال کر اس کا دیدار کرتے اور پھر آسمان کی طرف نگاہ کرتے تھے)



www.ziaraat.com  
jabir.abbas@yahoo.com  
Sabeel-e-Sakina



حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے فرزند ارجمند محمد ابن حنفیہ کے بارے میں ”تہذیب التہذیب“ ج ۹ ص ۳۵۴ میں درج ہے کہ ان کی قبر تہج میں ہے لیکن جگہ کا تعین نہیں ہو سکا ”حدثنا زین بن سائب قال سالت ابا ہاشم عبد اللہ بن محمد الحنفیہ ابن دفن ابوک؟ فقال بالبقیع قلت ای سنۃ؟ قال سنۃ احدی وثمانین فی اولہا“ زین بن سائب نے کہا میں نے عمر حنفیہ کے فرزند ابو ہاشم عبد اللہ سے پوچھا! آپ کے والد کی قبر کہاں ہے؟ انہوں نے کہاں تہج میں ہے، سب نے پوچھا وہ کب وفات پا گئے، انہوں نے کہا ۸۱ھ کے اوائل میں۔ آپ پہلی صدی کی مشہور اسلامی شخصیات میں سے تھے۔



## حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب

حضرت صفیہ جناب عبدالمطلب کی دختر اور عوام بن خویلد کی زوجہ تھیں۔ آپ صدر اسلام کے واقعات اور نہایت سنگین حالات میں پرچم اسلام کی سر بلندی میں شریک رہیں، مدینہ منورہ میں آپ اپنی پاکیزہ صفات اور اسلامی مجاہدیت کے حوالہ سے معروف تھیں، ہجرت کے بعد ہونے والی دو عظیم جنگوں بدر و خندق میں آپ نے نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ جنگ احد میں آپ ان خواتین کے ہمراہ تھیں جو احد کی طرف گئیں اور مجاہدین اسلام کی خدمت کی، حضرت حمزہ سید الشہداء علیہ السلام کی شہادت پر آپ نے جو مرثیے کہے وہ اپنی مثال آپ تھے۔ ان مرثیوں نے مسلمانوں کی تسلیت خاطر کا سامان کیا (الاصلیہ ج ۴ ص ۳۴۹، سیرہ نبوی ابن حشام ج ۳ ص ۱۰۳، ص ۱۷۶، تاریخ کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۱۱۱، مستدرک حاکم نیشاپوری ج ۴ ص ۵۰، تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۳۶۵، الفتوح، ۱، عثم کوئی ج ۲ ص ۳۴) جنگ خندق میں حضرت صفیہ نے حسان بن ثابتؓ اور دیگر افراد کے ہمراہ شہر کی حفاظت میں شرکت کی، اسی دوران انہوں نے ایک یہودی کو ہلاک کیا جس پر حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے کارنامے کی تعریف کی اور

زید دست خراج قمین دیا، (الاصالبہ، ابن حجر ۴ ص ۳۳۸) حضرت صفیہ ۲۰ھ کو  
اشغال کر گئیں اس وقت آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔



www.ziaraat.com  
jabir.abbas@yahoo.com  
Sabeel-e-Sakina

## حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب

حضرت عبدالمطلب کی دختر بنت الرسول حضرت عاتکہؓ ابن مغیرہ کی زوجہ تھیں، آپ کے دو بیٹے تھے، 'زہیر' عبد اللہ

آپ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ عقیدت رکھتی تھیں چنانچہ ہجرت کے ابتدائی ایام میں آپ نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جو اشعار کہے ان سے آپ کے پختہ ایمان و عقیدت کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت عاتکہ کا نام اس خواب کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوا جو آپ نے جنگ بدر سے قبل دیکھا اور اس کا اظہار کیا، اس خواب کی تعبیر یہ کی گئی کہ مسلمان مشرکوں پر تین دن کے بعد غالب آئیں گے۔ مکہ میں اس خواب کی شرت ہو گئی اور ہر جگہ اس سلسلے میں بحث ہونے لگی۔ چنانچہ بدر کے واقعہ سے اس کی تعبیر سامنے آئی، اس خواب اور اس کی تعبیر سے مربوط مطالب کا تذکرہ تاریخ کی اکثر کتب میں موجود ہے، ملاحظہ ہو: سیرۃ نبویہ ابن ہشام، کتب المستدرک علی الصحیحین (حاکم نیشاپوری) ج ۳ ص ۸۹، سیرۃ نبویہ ابن اثیر ج ۲ ص ۳۸۱، سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۴۳۳

تاریخ کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۱۶۱، تاریخ طبری ج ۳ ص ۹۵۰ - تاریخ الرسل والملوک -  
حضرت عائکہ اور حضرت صفیہ کی قبریں چونکہ ایک ہی مقبرے میں ایک  
دوسرے سے قریب واقع ہیں اس لیے اسے ”بقیع العمات“ کہا جاتا ہے۔



www.ziaraat.com  
jabir.abbas@yahoo.com  
Sabeel-e-Sakina



حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں جناب عثمان بن مظعون کا مقام و مرتبہ علمی حوالہ سے بہت بلند تھا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ وہ دار ارقم میں اسلام لانے والے تیرہویں فرد تھے۔ (سیرۃ النبی ابن حشام ج ۱ ص ۲۷۰، ص ۳۴۴، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ج ۳ ص ۸۵)

ہجرت کے بعد حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان جو رشتہ اخوت قائم کیا تھا اس میں جناب عثمان بن مظعون اور ابو الہیثم بن التیہان کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۴ ص ۱۲۲)

جناب عثمان بن مظعون اسلام کی عظیم جنگ بدر میں شریک تھے۔ مدینہ واپسی کے بعد ہجرت کے ۲۳ ویں مہینہ میں رحلت فرما گئے۔ مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں میں وہ پہلے فرد تھے جو مدینہ میں فوت ہوئے۔ (سیرۃ ابن حشام ج ۳ ص ۳۴۱)

ظہور اسلام سے قبل ہی وہ علم و فضل کے حوالے سے عربوں میں بلند



مقام رکھتے تھے۔ یہی امر سب بنا کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کے اور اک میں ممتاز مقام پایا۔

آپ کی رحلت سے مسلمانوں کو بالعموم اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالخصوص سخت صدمہ پہنچا۔ آپ کے بارے میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”طوبی لک یا عثمان لم تلبسک الدنیا ولم تلبسها“ تو مبارک باد کا مستحق ہے اے عثمان کہ دنیا تجھے شکار نہیں کر سکی اور نہ ہی تو اس کی محبت میں مبتلا ہوا۔

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عثمان بن عفان کی رحلت پر آنسو بہائے اور نہایت غمزہ ہوئے، (سنن ترمذی ج ۲ ص ۲۲۹ باب ماجاء فی تقبیل المیت، سنن ابن ماجہ حدیث ۴۷۶، سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۱۱ حدیث ۳۱۳۳، السنن الکبریٰ بیہقی ج ۳ ص ۴۰۷، کنز العمال ج ۲۱ ص ۷۳، طیبۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۵)



## صحابہ کرام

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابہ میں سے تھے آپ طائفہ ”بنو نجار“ کے سربراہ تھے جو کہ مدینہ کا مشہور خاندان تھا، اسلام کی بلند پایہ تعلیمات سے آشنائی کے بعد اسلام لائے اور پھر اسلام کی تبلیغ کی، چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ یشرب کے لوگوں کی ہدایت کے لیے کسی مبلغ کو بھیجیں جو قرآنی معارف سے آشنائی رکھتا ہو تاکہ لوگوں کی فکری و عملی تربیت کا ہدف پورا ہو سکے لہذا حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معصب بن عمیر کو بھیجا، (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۶)

آپ کی وفات ہجرت کے پہلے سال ہوئی جبکہ ابھی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر مکمل نہ ہوئی تھی (مرآۃ الجنان) ان کی وفات پر حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ فرمایا اور خود ہی ان کی غسل و تجبیز فرمائی اور عقیق کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی اور تدفین کے لیے جنازے کے ساتھ پیادہ منہج تک تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھوں سے انہیں قبر میں اتارا اور ان کے لیے دعا کی

(الطبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۲۰۸)



صدر اسلام کے بزرگ صحابیوں میں سے تھے، جنگ بدر میں اوس قبیلہ کی نمائندگی کرتے ہوئے شریک ہوئے۔ اس جنگ میں حضرت علی علیہ السلام مہاجرین مکہ کا پرچم اٹھائے ہوئے تھے، (سیرہ نبویہ ابن حشام ج ۲ ص ۲۶۳، سیرہ علیہ ج ۲ ص ۱۵۰)

ان کا مقام و مرتبہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں بہت بلند تھا اور اسلام کی تبلیغ اور خالصانہ خدمت گزاری میں آپ نے بلند کردار ادا کیا۔ جنگ بدر میں سعد بن معاذؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مخصوص و محفوظ جگہ کا انتظام کیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعائیں دیں۔

۶۱ھ میں سعد نے جنگ خندق میں شرکت کی اور اس میں شدید زخمی ہو گئے، ان کی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ فرمایا اور ان کی نماز جنازہ خود پڑھائی، ان کو حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کے قریب دفن کیا گیا،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی رحلت پر فرمایا: ”اھتز  
العرش لموت معدن معاذ“ ان کی موت سے عرش لرز اٹھا ہے۔  
(صحیح مسلم ج ۸ ص ۳۱، فقہ حنفی ج ۲ ص ۱۸۱، سنن ترمذی باب مناقب ج  
۵ ص ۳۵۳، سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۸)



www.ziaraat.com  
jabir.abbas@yahoo.com  
Sabeel-e-Sakina

## ابو سعید خدری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی اصحاب اور با اعتماد افراد میں سے تھے۔ تاریخ اسلام میں آپ کا مقام بہت بلند ہے، ان کے والد جناب مالک بن سنان جنگ احد میں شریک تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیار داری کرتے رہے اور بنو بکر میں سے تنہا شخص تھے جو اس جنگ میں شہید ہوئے (سیرہ نبویہ ابن مشام ج ۳ ص ۸۳، ۸۴، الاصلہ ابن حجر ج ۳ ص ۳۳۵)

ابتدائے ظہور اسلام سے ہی آپ نے اپنی خدمات پیش کیں اور ہمیشہ تبلیغ اسلام کے فریضہ میں سرگرم عمل رہے۔ صحابہ کرام میں شجاعت اور علم کے حوالہ سے معروف تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۳، المعارف ص ۱۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد معتبر ترین راویان حدیث میں شمار ہوتے تھے، اہل بیت علیہم السلام کے مناقب میں آپ کی بیان کردہ احادیث کثرت سے ملتی ہیں چنانچہ ”الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنة“ اور حدیث ثقلین ”انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہل بیعی“ کے روایوں میں سرفہرست ان کا نام آتا ہے۔

قبر مبارک جناب ابو سعید خدری (صحابی رسول)

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

(تفسیر در منشور، جمع الجوامع، تاریخ الخلفاء وغیرہ) اسی طرح حدیث غدیر ”  
من كنت مولاه فهذا علي مولاه“ کے راویوں میں بھی ان کا نام آتا ہے۔ (الانساب  
الاشراف)

جناب ابو سعید خدریؓ (سعد بن مالک) کی وفات کے بارے میں بعض  
مورخین نے ۷۷ھ اور بعض نے ۷۳ھ ذکر کیا ہے آپ کا انتقال مدینہ میں ہوا۔  
محمودی نے ”وفاء الوفا“ ج ۳ ص ۵-۹ پر لکھا ہے کہ انہوں نے وصیت  
کی تھی کہ انہیں جنت البقیع میں اس جگہ دفن کیا جائے جہاں پہلے کوئی مدفون نہ ہو،  
لہذا انہوں نے خود ہی جگہ کا تعین کر کے اپنے فرزند کو اس کی نشاندہی کر دی، چنانچہ  
وہ جگہ حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کے قریب ہے،



# وہ شخصیات اور اصحاب النبی جن کی قبریں تاریخ میں تھیں

ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا قبرستان جنت البقیع تھا اور تمام قبائل اپنی اموات کو وہاں دفن کرتے تھے تاہم جن مشہور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور وہاں ہیں ان کے بارے میں تاریخ نگاروں نے فہرستیں دی ہیں جن میں سے کچھ یہاں ذکر کی جاتی ہیں ممکن ہے اس کے علاوہ چند صحابہ کرام کی قبور ہوں مگر تواریخ میں شاذ و نادر ہی ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ (یاد رہے کہ اب ان قبور کے نشانات منہدم ہو چکے ہیں)

- مقداد بن الاسود الکذری ۳۳ھ کو ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔  
(حلیۃ الاولیاء، ج ۱ ص ۲۷۲، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳۰۶، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۱۱، تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۵۲۲، اصلبہ ج ۳ ص ۴۵۲۔)
- صہیب بن سنان متوفی ۳۸ھ، عمر ۷۰ سال (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۲۶)

- ابو جہش متوفی ۳۳ھ عمر ۷۰ سال (طبقات ج ۳ ص ۴۵۱)
- اسید بن خضیر متوفی شعبان ۴۰ھ (طبقات ج ۳ ص ۲۰۶)
- حوہب بن عبد العزی متوفی ۵۳ھ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۰۷)



- ركانہ بن عبد یزید ابن حاشم (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۵۲)
- زید بن سہل ابو طلحہ انصاری (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۲۷۵)
- ارقم بن ابی ارقم متوفی ۵۵ھ (سیرۃ نبویہ ابن حشام ج ۱ ص ۲۷۰)
- اسامہ بن زید ۵۴ھ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۵۲)
- عبد اللہ بن سلام ۴۳ھ (اسد الغابۃ ج ۳ ص ۱۷۶)
- عبد اللہ بن عمرو (ابن مکتوم) (الثقات ج ۳ ص ۲۴۳)
- ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد (طبقات ج ۳ ص ۲۳۹)
- عبد اللہ بن حنیکہ ۵۶ھ (اسد الغابۃ ج ۳ ص ۳۰۴)
- قتادہ بن نعمان انصاری ۲۳ھ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۳)
- جبار بن صخر (طبقات ج ۳ ص ۱۱۱)
- حاطب بن ابی بلتعہ ۳۰ھ (طبقات ج ۳ ص ۱۱۲)
- حکیم بن حزام ۵۴ھ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۱۹۲)
- عمرو بن حزام ۵۵ھ (الثقات ج ۳ ص ۲۶۷)
- حمزہ بن نوفل ۵۴ھ (الاصالبہ ج ۶ ص ۷۰)
- عبد اللہ بن انیس (الثقات ج ۳ ص ۲۳۳)
- براء بن مغرور (طبقات ج ۳ ص ۶۱۸)
- جبیر بن مطعم ۸۰ھ / ۹۵ھ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۳۶۶)
- جابر بن عبد اللہ ۹۰ھ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۱۲۲)
- مسطح بن اثاثہ (ابو عبادہ) ۳۳ھ (اصالبہ ج ۶ ص ۸۸)
- معاذ بن عفراء (طبقات ج ۱ ص ۲۱۸)
- زید بن ثابت ۳۵ھ / ۵۰ھ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۲۷۲)

- ابن عمرو بن نفیل (ابو الاغور) ۵۵ھ (طبقات ج ۳ ص ۳۷۹)
- مالک بن تیمان (ابو ایثم) - طبقات ج ۳ ص ۴۰۷
- ابو اسد ساعدی ۶۰ھ (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۱۷۳)
- کعب بن عمر السلی (ابو الیسر) ۵۵ھ (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۱۳۵)
- ابی بن کعب
- اسد خزرجی
- عبداللہ بن محمد
- اسید بن خفیر
- ابو ہریرہ
- ابو حذیفہ
- مالک اشتر
- مالک بن نویرہ
- حسن ثقی
- حسان بن ثابت
- جعفر بن حسن
- خزیمہ ذوالشائین
- ابو دجانہ انصاری
- عبداللہ بن سلام
- زید بن الحسن
- مغیرہ بن عبدالرحمن
- سالم بن عبداللہ



پروردگان آغوش رسالت کی قبریں

- خنيس بن حذافه
- معاذ بن عفرء
- جبیر بن مطعم
- سعد بن زید
- عبداللہ بن حبیب
- البراء بن معرور

نوٹ: مذکورہ بالا حضرات کے بارے میں ناموں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ تفصیلی اظہار خیال اس کتاب کا موضوع نہیں۔ ان حضرات کے اسماء ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کی قبور ہیج میں تھیں جنہیں منہدم کیا گیا، بعض قبور پر گنبد بنے ہوئے تھے۔

حضرت عثمان بن عفانؓ کی قبر کے بارے میں کتب تواریخ میں مرقوم ہے کہ انہیں ہیج کے قریب بلخ ”حش کوکب“ میں دفن کیا گیا جو اس وقت بقیع کی موجودہ دیوار کے اندر ہے، (انسلب الاشرف، تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۷۳) الامامہ والسیاتہ ج ۱ ص ۳۰، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۵، ریاض النکوح ج ۲ ص ۱۳۱، شرح ابن ابی الحدید معتزلی ج ۱ ص ۲۸) ان کی قبر شدائے حرہ کی قبور سے ۱۳۵ م کے فاصلہ پر واقع ہے۔



سجد العزّة



## مطلبیات

دعا ایک محبوب و مستحب عمل ہے بلکہ اس کی تائید میں جو آیت پیش کی جاتی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعا نہ کرنے والے تکبر اور خدا سے بے نیازی کا جذبہ رکھنے کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں جو کہ گناہ اور معصیت ہے۔ دعا کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے چنانچہ دعا کے سلسلے میں ارشاد حق تعالیٰ ہے۔

”قُلْ مَا يَغْنَبُوا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ“

(کہہ دیجئے اگر تمہاری دعائیں نہ ہوں تو میرا پروردگار بھی تمہاری پروردگاری نہ کرے گا۔۔۔۔۔ سورہ فرقان ۷۷۔۔۔۔۔)

دعا کے بارے میں ایک صریح آیت۔

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔۔۔۔۔ (سورہ مومن ۶۰)

”تمہارے پروردگار کا حکم ہے کہ مجھے پکارو، مجھ سے دعا مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلت کے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔

دعا ایک قرآنی حکم ہے، خدائی فرمان ہے، انسانی تقاضا ہے، فطری جذبہ ہے

اور عبارت ہے 'دعائی ضرورت' اہمیت و استجاب پر کثرت سے روایات موجود ہیں ' جہاں تک قبور کی زیارت کا تعلق ہے تو اس کے استجاب میں کوئی شک نہیں سب سے بڑی دلیل حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل ہے کہ آپ 'جنت البقیع اور شہدائے احد کی قبور پر تشریف لا کر ان کے لیے دعائے مغفرت فرماتے تھے اور بروایت حضرت عائشہ ام المومنین ؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ بقیع جا کر اہل قبور کے لیے سلامتی کی دعا کر کے ان کی مغفرت و بخشش کی دعا کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

قولی السلام علیکم اهل الدیار من المومنین والمسلمین و  
یرحم اللہ المستسلمین والمستأخرین و انا ان شاء اللہ بکم  
للاحقون" (صحیح مسلم)

(اے عائشہ ؓ! ان (متبع میں مدفون اہل قبور) ؑ کے لیے وہاں جا کر اس طرح  
کہو! اے مومنین و مسلمین کے دیار کے کینو! تم پر سلام ہو اللہ رحمت  
نازل فرمائے پہلے گزرنے والوں پر اور بعد میں جانے والوں پر اور ہم ان  
شاہد اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔)

جنت البقیع کی زیارات کے تذکرے میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے  
فضائل کی احادیث کا ذکر کئے بغیر صرف اصل زیارات پر اکتفا کیا جاتا ہے  
اور ان حضرات کے استغناء کے لیے ترجمہ بھی شامل کیا جاتا ہے۔





قور مبارکہ شہدائے واقعہ ۷۳ (۵۶۳)





مسجد فاطمة الزهراء

## زیارت حضرت علیہ السلام

حضرت قاطمہ زہراء علیہا السلام کی قبر مبارک کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکا کہ کمال پر واقع ہے کیونکہ آنجناب علیہا السلام نے وصیت فرمائی تھی کہ رات کی تاریکی میں انہیں دفن کیا جائے اور ان کی قبر کا نشان کسی کو نہ بتایا جائے۔ تاہم مدینہ منورہ کی زیارات میں عموماً سیدہ قاطمہ زہراء علیہا السلام کی زیارت کو جنت البقیع کی زیارات کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے لہذا ہم بھی اسی عام رائج معمول کے مطابق آپ کی زیارت ذکر کرتے ہیں بہر حال آنجناب کی زیارات کا قصد کر کے اس طرح کہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ  
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بِنْتَ نَبِیِّ اللّٰهِ  
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بِنْتَ حَبِیْبِ اللّٰهِ  
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بِنْتَ خَلِیْلِ اللّٰهِ  
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بِنْتَ صَفِیِّ اللّٰهِ  
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بِنْتَ اَمِیْنِ اللّٰهِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ أَفْضَلِ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَمَلَائِكَتِهِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللَّهِ وَخَيْرِ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ سَيِّدَتِي هَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الصِّدِّيقَةُ الشَّهِيدَةُ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الرِّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّةُ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْفَاضِلَةُ الزَّكِيَّةُ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْحُورُ أُمَّ الْأَنْسِيَّةِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ الْمَظْلُومَةُ الْمَغْضُوبَةُ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْمُضْطَهَّدَةُ الْمَقْهُورَةُ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى زَوْجِكَ وَبَدَنِكَ أَشْهَدُ أَنَّكَ مَضِيَّتْ عَلَى  
 يَمِينِهِ مِنْ رَبِّكَ وَأَنَّ مَنْ سَرَّكَ فَقَدْ سَرَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَآلِهِ وَمَنْ آذَاكَ فَقَدْ آذَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَمَنْ  
 قَطَعَكَ فَقَدْ قَطَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لِأَنَّكَ بَضْعَةٌ مِنْهُ  
 وَزَوْجَةُ الَّذِي بَيْنَ جَنَّتَيْهِ أَشْهَدُ اللَّهُ وَرُسُلَهُ وَمَلَائِكَتُهُ أَنِّي رَاضٍ  
 عَمَّنْ رَضِيَ عَنْهُ سَاخِطٌ عَلَى مَنْ سَخِطَ عَلَيْهِ مُتَبَرِّءٌ مِمَّنْ  
 تَبَرَّكَتْ مِنْهُ مُوَالٍ لِمَنْ وَالَيْتَ مُعَادٍ لِمَنْ عَادَيْتَ مُبْغِضٌ لِمَنْ  
 أَبْغَضْتَ مُجِبٌّ لِمَنْ أَحَبَّ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا وَحَسِيبًا وَجَارِيًا

وَشَيْبًا

ترجمہ:

اے دختر رسول خدا، آپ پر سلام ہو  
 اے دختر نبی، آپ پر سلام ہو  
 اے دختر حبیب خدا، آپ پر سلام ہو  
 اے دختر خلیل خدا، آپ پر سلام ہو  
 اے خدا کے برگزیدہ نبی کی دختر، آپ پر سلام ہو  
 اے امین خدا کی دختر، آپ پر سلام ہو  
 اے خدا کی سب سے بہتر مخلوق کی دختر، آپ پر سلام ہو  
 اے خدا کے نبیوں، رسولوں اور فرشتوں سے افضل شخصیت کی دختر،  
 آپ پر سلام ہو  
 اے تمام انسانوں سے افضل و برتر شخصیت کی دختر، آپ پر سلام ہو  
 اے کائنات کی تمام خواتین کی سردار، آپ پر سلام ہو  
 اے زوجہ ولی خدا، آپ پر سلام ہو  
 اے رسول خدا کے بعد سب سے افضل شخصیت کی زوجہ،  
 آپ پر سلام ہو  
 اے جو انان جنت کے سردار حسن و حسین علیہما السلام کی والدہ،  
 آپ پر سلام ہو  
 اے صدیقہ کبریٰ علیہا السلام، آپ پر سلام ہو

اے شہیدہ، رضیہ و مرضیہ، آپ پر سلام ہو  
 اے فائدہ و زکیہ، آپ پر سلام ہو  
 اے باعظمت و پاک بی بی، آپ پر سلام ہو  
 اے حوراء انبیہ، آپ پر سلام ہو  
 اے صاحب تقویٰ، آپ پر سلام ہو  
 اے مظلومہ بی بی، آپ پر سلام ہو  
 اے حق غصب شدہ بی بی، آپ پر سلام ہو  
 اے ستم رسیدہ بی بی، آپ پر سلام ہو  
 اے فاطمہ، اے دختر رسول خدا علیہا السلام، آپ پر سلام ہو  
 اے سیدہ، آپ پر خدا کی رحمت ہو، برکتیں ہوں  
 اے بی بی آپ پر، آپ کی پاک روح و پاک بدن پر، خدا کی رحمت ہو  
 اے بی بی، میں گواہی دیتا ہوں آپ نے اپنے پروردگار کی معرفت کے  
 ساتھ اس دنیا میں زندگی گزاری۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے آپ کو خوشی دی، اس نے رسول خدا کو  
 خوش کیا، اور جس نے آپ کو رنج دیا اس نے رسول خدا کو رنج پہنچایا اور جس نے  
 آپ سے جفا کی اس نے رسول خدا سے جفا کی، اور جس نے آپ سے منہ موڑا  
 اس نے رسول خدا سے منہ موڑا کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا  
 نکلا ہیں اور آپ آنحضرت کی جان ہیں۔

میں خدا، اس کے رسولوں اور اس کے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں

بھی اس پر راضی ہوں جس سے آپ راضی ہیں اور اس سے ناراض ہوں جس سے  
آپ ناراض ہیں اور اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جس سے آپ نے بیزاری کا  
اظہار کیا؟

میں آپ سے عقیدت رکھنے والوں سے عقیدت رکھتا ہوں اور آپ سے  
دشمنی برتنے والوں سے دشمنی کرتا ہوں

جس پر آپ غضب ناک ہیں میں بھی اس پر غضب ناک ہوں۔ خدای کلّی  
ہے اس گواہی کے لیے۔ وہی حساب و کتاب کرنے اور جزا و سزا دینے میں کلّی ہے۔



## آئینہ الہدیٰ

حضرت امام حسن مجتبیٰؑ، حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ کی زیارت کا قصد کر کے یوں کہیں۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَيُّمَّةَ الْهُدَى السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ التَّقْوَى  
السَّلَامُ عَلَى الْحُجَّجِ عَلَى اَهْلِ الدُّنْيَا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا  
الْقَوَّامُونَ فِي الْبَرِّيَّةِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الصَّفْوَةِ السَّلَامُ  
عَلَيْكُمْ اَهْلَ التَّجْوَى اَشْهَدُ اَنَّكُمْ قَدْ بَلَغْتُمْ وَنَصَحْتُمْ وَ  
صَبَرْتُمْ فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَكَذَبْتُمْ وَ اُسِئَ اِلَيْكُمْ  
فَغَفَرْتُمْ وَ اَشْهَدُ اَنَّكُمْ الْاَيُّمَّةَ الرَّاشِلُونَ الْمُهْدِيُونَ وَ اَنَّ  
طَاعَتَكُمْ مَفْرُوضَةٌ وَ اَنَّ قَوْلَكُمْ الصَّدَقُ وَ اَنَّكُمْ دَعَوْتُمْ فَلَمْ  
تُجَابُوا وَ اَمَرْتُمْ فَلَمْ تُطَاعُوا وَ اَنَّكُمْ دَعَايِمَ الْحَقِّ وَ اَرْكَانُ  
الْاَرْضِ لَمْ تَرَ اَلْوَابِعِينَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ يَنْسَخُكُمْ فِي اَصْلَابِ  
كُلِّ مُظْهَرٍ وَ يَنْقُلُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ لَمْ تُدْنِسْكُمْ

الْجَاهِلِيَّةُ الْجَهْلَاءُ وَلَمْ تَشْرِكْ فِيكُمْ فَتَنُ الْأَهْوَاءِ طَبِئْتُمْ وَ  
 ظَهَرْتُمْ مَنْ بِكُمْ عَلَيْنَا دِيَانُ الدِّينِ فَجَعَلَكُمْ فِي ثُبُوتِ اِذْنِ  
 اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يَذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَ جَعَلَ صَلَاتَنَا عَلَيْكُمْ  
 رَحْمَةً لَّنَا وَ كَفَّارَةً لِّلذُّنُوبِ وَ اخْتَارَلْنَا وَ طَيَّبَ خَلْقَنَا بِمَا مَنَّ  
 بِهِ عَلَيْنَا مِنْ وَلَايَتِكُمْ وَ كُنَّا عِنْدَهُ مُسَمِّينَ وَ هَذَا مَقَامُ مَنْ  
 اسْرَفَ وَ اَخْطَا وَ اسْتَكَانَ وَ اقْرَبَمَا جَنَى يَرْجُو بِمَقَامِهِ  
 الْخَلَاصُ وَ اَنْ يَسْتَنْقِذَهُ بِكُمْ مُسْتَنْقِذُ الْهَلْكِ فَكُونُوا اِلَى  
 شَفْعَاءَ فَقَدْ وَ فِدْتُ اِلَيْكُمْ اِذْ رَغِبَ مُخَالِفُوكُمْ عَنْكُمْ مِنْ  
 اَهْلِ الدُّنْيَا وَ اتَّخَلُّوا بَابَ اللّٰهِ هُزُّوْا وَ لَعِبَا وَ اسْتَكْبِرُوا عَنْهَا  
 پھر سر کو بلند کر کے کہیں۔

يَا مَنْ هُوَ قَائِمٌ لَا يَسْهُوُ وَ دَائِمٌ لَا يَلْهُوُ وَ مُحِيطٌ بِكُلِّ شَيْءٍ  
 لَكَ الْمَنْ بِمَا وَفَّقْتَنِي وَ عَزَّفْتَنِي بِمَا اعْتَنَنِي عَلَيْهِ اِذْ صَدَّ عَنْهُ  
 عِبَادُكَ وَ جَهَلُوا مَعْرِفَتَهُمْ وَ اسْتَخَفُّوا حَقِيقَتَهُمْ وَ مَالُوا اِلَى  
 سِوَاهُمْ وَ كَانَتِ الْمِنَّةُ لَكَ عَلَيَّ وَ مِنْكَ اِلَى فَلَكَ الْحَمْدُ اِذْ  
 كُنْتُ عِنْدَكَ فِي مَقَامِي هَذَا مَذْكُورًا مَكْتُوبًا فَلَا تَجْزِمْنِي  
 مَا رَجَوْتُ ، وَلَا تُخَيِّبْنِي فِيمَا دَعَوْتُ فِي مَقَامِي هَذَا  
 بِمُحَمَّدٍ وَاِلِهِ الطَّاهِرِينَ



ترجمہ:

سلام ہو آپ پر اے آنکھ ہدیٰ - ہدایت کرنے والے پیشواؤ-

سلام ہو آپ پر اے اہل تقویٰ-

سلام ہو آپ پر اے اہل دنیا پر خدا کی جتیں!

سلام ہو آپ پر اے لوگوں میں خدا کے مقرر کردہ حاکمو!

سلام ہو آپ پر اے پاک دل ہستیوں!

سلام ہو آپ پر اے اسرار الہی کے حاملین!

سلام ہو آپ پر اے رہبران الہی!

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے خدا کے لوگوں کو احکامات پہنچا دیئے

امت کی نصیحت کا فریضہ پورا کیا اور راہ خدا میں صبر سے کام لیا۔

لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ سے بد رفتاری کی مگر آپ نے

معاف کر دیا

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ برحق پیشوا ہیں اور ہدایت کرنے والی ہستیاں

ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی اطاعت سب پر فرض کی گئی ہے اور آپ

کی ہر بات سچی ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے لوگوں کو حق کی راہ پر چلنے کی دعوت دی

مگر اس پر کھن نہ دھرے گئے اور آپ نے لوگوں کو خدا کی طرف سے فرمان جاری

کئے مگر ان کی اطاعت نہ کی گئی

آپ دین کے ستون ہیں۔ اور زمین کی بنیادیں آپ کے دم سے قائم ہیں

آپ ہمیشہ خدا کی عنایت سے بہرہ ور رہے اس نے آپ کو پاک ملبوں اور پاکیزہ

ارحام میں رکھا۔ اسی لیے جلالت کی پلیدی، آپ کی پاکیزگی پر اثر انداز نہ ہو سکی، اور نفسانی خواہشوں کی جہلہ کاریاں آپ کو شکار نہ کر سکیں۔  
آپ پاک ہیں اور ہمیشہ پاکیزہ رہے۔

خدا نے آپ کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا اور آپ کو ان پاکیزہ گھروں میں رکھا جن کی رفعت و عظمت اور ادائے احترام کا حکم دیتے ہوئے ان میں ذکر الہی بجا لانے کا فرمان و اذن دیا۔

خدا نے آپ پر ہمارے درود و سلام بھیجنے کو ہمارے لیے رحمت قرار دیا اور ہمارے گناہوں کا کفارہ بنادیا۔

خدا نے آپ کو ہمارے لیے منتخب فرمایا اور آپ کی پاک ولایت کے سبب ہم پر احسان فرماتے ہوئے ہماری خلقت کو پاکیزہ بنادیا۔  
ہم اس کی بارگاہ میں آپ کے نام لیا ہیں۔

یہ جگہ گناہگاروں، خطاکاروں اور اپنے آپ پر علم کرنے والوں کی بخشش کی جگہ ہے، یہ جگہ اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے اس جگہ کی برکت و عظمت کے ذریعے خدا کی رحمت و بخشش کی امید رکھنے والے کی جگہ ہے۔ تاکہ انہیں جہی سے نجات عطا کرنے والا عظیم خدا جہی سے نجات دے، پس آپ میری شفاعت کریں۔  
میں آپ کے در پر آیا ہوں۔ دنیا والے آپ سے منہ موڑ گئے ہیں اور انہوں نے خدا کی نشانیوں کا مذاق اڑایا ہے اور ان سے تکبر کیا ہے۔

## خدا کے حضور التجا

اے وہ ذات جو اس قدر مضبوط ہے کہ کبھی کچھ بھول نہیں سکتی۔ اور ہمیشہ ہے کبھی مٹ نہیں سکتی، جو ہر شے پر حاوی ہے۔ تیرا احسان ہے کہ تو نے مجھے قویٰ

بخشی اور ان ہستیوں کی معرفت عطا کی، تیرا احسان ہے کہ تو نے ان کی راہ پر گامزن ہونے کے اسباب میرے لیے فراہم کئے جبکہ لوگ ان ہستیوں کی معرفت سے بے بہرہ رہے اور انہوں نے ان ہستیوں کی قدر نہ کی بلکہ ان کے حق میں کوٹھی سے کام لیا اور ان کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف راغب ہو گئے، یہ سب تیرا مجھ پر احسان اور عنایت ہے۔ پس میں تیری حمد بجالاتا ہوں کہ تو نے مجھے اس مقام و مرتبت سے نوازا کہ میری پہل حاضری تیرے پاس لکھی ہوئی ہے اور مذکور ہے، لہذا میں پہل جس چیز کی امید لے کر آیا ہوں مجھے اس سے محروم نہ فرما اور جس چیز کی تمنائے کر پہل پہنچا ہوں اس سے مجھے ناامید نہ فرما۔ تجھے واسطہ محمدؐ و آلہ محمدؐ کی عزت و عظمت کا۔



# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَى حَبِيبِ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَى صَفِيِّ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَى نَجِيِّ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَخَاتَمِ  
الْمُرْسَلِينَ وَخَيْرَةِ اللَّهِ مِنْ خَلْقِهِ وَسَمَائِهِ

السَّلَامُ عَلَى جَمِيعِ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَرُسُلِهِ

السَّلَامُ عَلَى الشُّهَدَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَالشُّعَدَاءِ

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الرُّوحُ الشَّرِيفَةُ

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الْبَضْعَةُ الظَّاهِرَةُ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّتُهَا الدَّرَّةُ الْبَاهِرَةُ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ خَيْرِ الْوَرَى  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ النَّبِيِّ الْمُجْتَنِبِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْمَبْعُوثِ إِلَى كَافَّةِ الْوَرَى  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْبَشِيرِ التَّذِيرِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْمُؤَيَّدِ بِالْقُرْآنِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْمُرْسَلِ إِلَى الْإِنْسِ وَالْجَانِّ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ السِّرَاجِ الْمُنِيرِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ صَاحِبِ الرَّايَةِ وَالْعَلَامَةِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الشَّفِيعِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ مَنْ حَبَاهُ اللَّهُ بِالْكَرَامَةِ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ  
 اخْتَارَ لَكَ دَارَ الْكَرَامَةِ قَبْلَ أَنْ يُكَالِفَكَ أَحْكَامَهُ وَيَكْتُوبَ  
 عَلَيْكَ حَلَالَهُ وَحَرَامَهُ فَتَقْلِكَ إِلَيْهِ طَيْبًا زَاكِيًا مَرْضِيًّا ظَاهِرًا  
 مِنْ كُلِّ نَجَسٍ مُقَدَّسًا مِنْ كُلِّ دَنَسٍ وَبَوَاكِ جَنَّةِ الْمَأْوَى  
 وَرَفَعَكَ إِلَى دَرَجَاتِ الْعُلَى وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ صَلَاةً  
 يَقْرُبُهَا عَيْنُ رَسُولِهِ وَيَبْلُغُهَا بِهَا أَكْبَرُ مَا مَوْزِلُهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْ

أَفْضَلَ صَلَواتِكَ وَارْكَاهَا وَأَتَى بِرَكَاتِكَ وَأَوْفَاهَا عَلَى  
رَسُولِكَ وَنَبِيِّكَ ، وَخَيْرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ ، مُحَمَّدٍ خَاتَمِ  
النَّبِيِّينَ وَعَلَى مَا نَسِلَ مِنْ أَوْلَادِهِ الطَّيِّبِينَ ، وَعَلَى مَا خَلَفَ  
مِنْ عِزَّتِهِ الظَّاهِرِينَ ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ، اللَّهُمَّ  
إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَفِيكَ وَابْنِ إِبْرَاهِيمَ نَجْلِ نَبِيِّكَ ، أَنْ  
تَجْعَلَ سَعْيِي بِهِمْ مَشْكُورًا ، وَدُنْيِي بِهِمْ مَغْفُورًا ، وَحَيَاتِي  
بِهِمْ طَيِّبَةً سَعِيدَةً ، وَعَاقِبَتِي بِهِمْ مُفْلِحَةً حَمِيدَةً ، وَخَوَالِجِي  
بِهِمْ مُقْضِيَةً ، وَالْعَالِي بِهِمْ مَرْضِيَةً ، وَأُمُورِي بِهِمْ مَسْعُودَةً ، وَ  
شُؤُنِي بِهِمْ مَخْمُودَةً ، اللَّهُمَّ وَأَحْسِنْ لِي التَّوْفِيقَ ، وَنَقِّسْ  
عَنِّي كُلَّ هُمٍ وَضِيقٍ ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي عِقَابَكَ ، وَامْتَحِنِي لَوَابِكَ ،  
وَأَسْكِنْنِي جَنَّاتِكَ ، وَارْزُقْنِي رِضْوَانَكَ ، وَأَمَانَكَ ، وَأَشْرِكَ لِي  
صَالِحِ دُعَائِي ، وَالَّذِي وَلَدَنِي ، وَجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ ، وَالْمُؤْمِنَاتِ ،  
الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ ، وَالْأَمْوَاتِ ، إِنَّكَ وَلِيُّ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ ،  
آمِينَ رَبَّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ

سلام ہو اللہ کے رسول پر

سلام ہو اللہ کے نبی پر

سلام ہو خدا کے حبیب پر

سلام ہو خدا کے ولی پر

سلام ہو خدا کے ہمارے پر  
 سلام ہو محمدؐ پر جو انبیاء کے سردار اور آخری رسول ہیں  
 اور زمین و آسمان میں رہنے والوں میں سے برگزیدہ الٰہی ہیں۔  
 سلام ہو خدا کے تمام نبیوں اور معلّات مندوں پر  
 سلام ہو شہیدوں، صالحین اور رسولوں پر  
 سلام ہو ہم پر اور خدا کے تمام نیک بندوں پر  
 سلام ہو آپ پر اے نفسِ ذکیہ (پاک شخصیت)  
 سلام ہو آپ پر اے با عظمت روح  
 سلام ہو آپ پر اے پاک فرزند  
 سلام ہو آپ پر اے درخشندہ سوتی  
 سلام ہو آپ پر اے خیر الوہی (سب سے افضل) کے فرزند  
 سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ نبیؐ کے دل بند  
 سلام ہو آپ پر اے پوری کائنات کے نبیؐ کے نورِ نظر  
 سلام ہو آپ پر اے خوشخبریاں دینے والے کے فرزند  
 سلام ہو آپ پر اے انذار کرنے والے کے دل بند  
 سلام ہو آپ پر اے اس شخصیت کے فرزند جن کی تائید قرآن کے ذریعے  
 ہوئی (قرآن بطور دلیل عطا کیا گیا)  
 سلام ہو آپ پر اے اس شخصیت کے فرزند جنہیں جن و انس کی  
 ہدایت کے لیے بھیجا گیا  
 سلام ہو آپ پر اے روشن چراغ کے نورِ نظر  
 سلام ہو آپ پر اے پرچم دار حق کے فرزند

سلام ہو آپ پر اے قیامت کے دن شفاعت کرنے والے کے فرزند

سلام ہو آپ پر اے صاحب کرامت شخصیت کے فرزند

آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمتیں و برکتیں نازل ہوں

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کو خدا نے ایک باعظمت مکان عطا کیا ہے قلم

اس کے کہ اپنے احکام آپ پر واجب کرتا اور اپنے حلال و حرام کا پابند قرار دیتا آپ

کو اس جگہ پاک و پاکیزہ اور ہر نجاست سے پاک حالت میں نخل کر دیا اور ہر طرح

کی آلودگی سے پاکیزہ قرار دے کر یہاں لے آیا اور آپ کو بہشت بریں میں جگہ دی

اور بلند درجات عطا فرمائے۔

خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے کہ رسول خدا کو قرار آجائے اور آپ کی

نگاہ کو سکون ملے کہ وہ اپنی بزرگ ترین آرزو کو پالیں۔

پروردگار! اپنی پاکیزہ و بہترین رحمتیں اور نہایت عظیم و کامل برکتیں اپنے

رسول، اپنے نبی اور پوری کائنات میں اپنی سب سے بہتر مخلوق محمد خاتم النبیین پر

نازل فرما اور ان کی پاکیزہ اولاد اور عترت طاہرین علیہم السلام کو اپنی خاص رحمت سے

نواز، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

پروردگار! میں تجھ سے تیری پسندیدہ شخصیت محمد مصطفیٰ اور تیرے نبی

کے دل بند ابراہیم علیہ السلام کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ ان کے طفیل میری

کوششوں (اعمال) کو شرف قبولیت عطا فرما، میرے تقاضوں کو معاف فرما اور ان کے

صدقے میں میری زندگی کو پاک و سعادت آمیز قرار دے، ان کے طفیل میری عاقبت

بخیر فرما، ان کے واسطہ سے میری حاجات کو پورا فرما، ان کی برکت سے میرے افضل

کو پسندیدہ قرار دے، ان کے فیض سے میرے تمام امور کو سعادت کا حامل بنا دے۔

ان کے صدقے میں میرے سب کام لائق تعریف بنا دے۔



پرودگار! مجھے حسن توفیق عطا فرما اور ہر غم و درد کو مجھ سے دور کر دے۔  
 خدا یا مجھے اپنے عذاب سے بچالے، اور مجھے اپنے ثواب سے بہرہ مند فرما،  
 اور مجھے اپنی بہشت میں جگہ عطا فرما، اور مجھے اپنی رضا و امان کی نعمت سے نواز دے،  
 میری اچھی دعاؤں میں میرے والدین، اولاد اور تمام زندہ و مر جانے والے مومنین و  
 مومنات کو شریک فرما کہ باقیات الصالحات تیرے ہاتھ میں ہیں۔ آمین یا رب العالمین!



www.ziaraat.com  
 jabir.abbas@yahoo.com  
 Sabeel-e-Sakina

سید القیس یہاں پر حضرت علیؑ نے ڈوبا ہوا سورج والا پس پلٹایا



# لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

السَّلَامُ عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ  
السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ  
السَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
السَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ  
السَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْآخِرِينَ  
السَّلَامُ عَلَى مَنْ بَعَثَهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
السَّلَامُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدِ الْهَاشِمِيَّةِ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الصِّدِّيقَةُ الْمَرْضِيَّةُ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْكَرِيمَةُ الرَّضِيَّةُ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا كَافِلَةَ مُحَمَّدٍ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ ظَهَرَتْ شَفَقَتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ خَاتِمِ

النَّبِيِّينَ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ تَزَيَّنَتْهَا لَوْلَى اللَّهِ الْأَمِينُ

السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى زُوجِكَ وَبَدَنِكَ الظَّاهِرِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى وَلَدِكَ الثَّوَرِ الرَّاهِرِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَ  
بَرَكَاتُهُ ، أَشْهَدُ إِنَّكَ أَحْسَنْتَ الْكِفَالََةَ وَ أَدَيْتَ الْأَمَانَةَ  
وَاجْتَهَدْتَ فِي مَرْضَاتِ اللَّهِ وَبَالَغْتَ فِي حِفْظِ رَسُولِ اللَّهِ  
عَارِفَةً بِحَقِّهِ ، مُؤْمِنَةً بِصِدْقِهِ ، وَمُعْتَرِفَةً بِثُبُوتِهِ ، مُسْتَبْصِرَةً  
بِغَيْمَتِهِ ، كَافِلَةً بِتَزْيِينِهِ مُشْفِقَةً عَلَى نَفْسِهِ ، وَاقِفَةً عَلَى  
خِدْمَتِهِ ، مُخْتَارَةً رِضَاهُ ، مُؤَثِّرَةً هَوَاهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ مَضَيْتَ  
عَلَى الْإِيمَانِ ، وَالتَّمَسُّكِ بِأَشْرَفِ الْأَذْيَانِ ، رَاضِيَةً مَرْضِيَةً ،  
ظَاهِرَةً زَكِيَّةً تَقِيَّةً فَرَضَى اللَّهُ عَنْكَ وَارْضَاكَ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ  
مَنْزِلَكَ وَمَا وَآلِكَ ، اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَ  
انْقَعِبْ بِزِيَارَتِهَا ، وَ ثَبِّتْنِي عَلَى مَحَبَّتِهَا وَلَا تَحُزِّمْنِي  
شَفَاعَتَهَا وَ شَفَاعَةَ الْأَيْمَةِ مِنْ دُرِّيَّتِهَا وَارْزُقْنِي مُرَافَقَتَهَا  
وَاحْشُرْنِي مَعَهَا وَمَعَ أَوْلَادِهَا الظَّاهِرِينَ . اَللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ  
اخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِي إِنِّي أَهَآ وَارْزُقْنِي الْعُودَ إِلَيْهَا أَبَدًا مَا  
أَبْقَيْتَنِي ، وَإِذَا تَوَفَّيْتَنِي فَأَحْشُرْنِي فِي زَمَرَتِهَا وَادْخُلْنِي فِي

فَقَاعِبْهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّهَا عَذَابَكَ  
وَمَنْزِلَتُهَا لَدُنْكَ اَغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ  
وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا  
بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ:

سلام ہو اللہ کے نبی پر  
سلام ہو اللہ کے رسول پر  
سلام ہو پیغمبروں کے سردار حضرت محمد پر  
سلام ہو اولین کے سردار حضرت محمد پر  
سلام ہو آخرین کے سردار حضرت محمد پر  
سلام ہو اس پر جسے خدا نے سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا  
سلام ہو آپ پر اسے نبی خدا اور اس کی رحمت اور برکتیں ہوں  
سلام ہو حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام پر جو خاندان ہاشم کی عظیم

خاتون ہیں

سلام ہو آپ پر اسے سچی خاتون  
سلام ہو آپ پر اسے خدا کی پسندیدہ خاتون  
سلام ہو آپ پر اسے پرہیزگار بی بی  
سلام ہو آپ پر اسے پاک کردار کی حامل بی بی  
سلام ہو آپ پر اسے صاحب کرم و فضیلت بی بی  
سلام ہو آپ پر اسے رضائے الہی پر راضی خاتون

سلام ہو آپ پر اے حضرت محمدؐ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
کفالت و پرورش کرنے والی خاتون  
سلام ہو آپ پر اے وہ شخصیت کہ جس نے خاتم النبین رسول خدا کو اپنی  
شفقت دی۔

سلام ہو آپ پر کہ جس نے اللہ کے ولی امین کی تربیت کی۔  
سلام ہو آپ پر اور آپ کی روح و پاک جان پر  
سلام ہو آپ پر اور آپ کے فرزند جو درخشندہ نور ہیں  
آپ پر خدا کی رحمتیں و برکتیں ہوں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے پیغمبر اسلامؐ کی نہایت عمدہ کفالت کی اور  
امانت کو صحیح طور پر ادا کیا اور رضائے خداوندی کے حصول میں آپ نے بھرپور  
کوشش فرمائی اور رسول خداؐ کی حفاظت کا پورا حق ادا کیا آپ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کے بلند مقام و مرتبت کی معرفت رکھتی تھیں اور آنحضرتؐ کی  
صداقت پر بھرپور ایمان رکھتی تھیں اور ان کی نبوت کا اقرار کرتی تھیں اور یہ جانتی  
تھیں کہ خدا نے آنحضرتؐ کے وجود میں کائنات کو اپنی کتنی عظیم نعمت سے نوازا  
آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی ذمہ داری سنبھالی آپ  
آنحضرتؐ کے ساتھ شفیق مل بن کر رہیں اور آنحضرتؐ کی خدمت گزاری میں  
سرگرم عمل رہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی و رضا کو ہمیشہ چاہا  
اور ان کی پسند کو ہمیشہ ترجیح دی۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنی زندگی ایمان کے ساتھ گزاری اور  
دین اسلام جو کہ تمام ادیان سے برتر ہے اس سے وابستہ رہیں۔ آپ خدا کی رضا پر  
راضی اور خدا کی پسندیدہ عبادت گزار، پاک صفات و پاکیزہ کردار کی مالک، متقی و

پر بیزار تھیں۔ خدا آپ سے راضی رہے اور آپ کو اپنی رضا و خوشنودی کے ساتھ خوش رکھے اور بہشت کو آپ کا بیدی ٹھکانہ قرار دے۔

پروردگارا! محمد و آل محمد عظیم السلام پر رحمت نازل فرما  
پروردگارا! مجھے اس مسئلہ بی بی کی زیارت کے فیوضات سے بہرہ ور فرما  
اور مجھے اس سے عقیدت پر ثابت قدم رکھ، اور مجھے ان کی شفاعت سے محروم نہ  
فرما اور نہ ہی ان کی نسل سے آئمہ اطہار کی شفاعت سے محروم کرنا، مجھے ان کے  
ساتھ رہنے والوں میں قرار دے اور مجھے ان کے ساتھ اور ان کی اولاد طاہرین کے  
ساتھ محشور فرما۔

پروردگارا! اس زیارت کو ہی زندگی کی آخری زیارت قرار نہ دے، جب  
تک میں زندہ رہوں مجھے یہاں آکر شرف زیارت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اور  
جب مجھے اس دنیا سے لے جائے تو ان کے ساتھ ہونے والوں کے ساتھ محشور فرما  
اور مجھے اپنی رحمت کے ساتھ ان کے دامن شفاعت میں داخل کر دے یا ارحم  
الراحمین۔

پروردگارا! تجھے اس عظیم خاتون کے اس بلند مقام و مرتبت کا واسطہ جو  
تیری بارگاہ میں انہیں حاصل ہے، میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرے والدین و  
تمام مومنین و مومنات کی مغفرت فرما۔ ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالے۔



## حزرت حمید سعید کی تعریف

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمَّ رَسُولِ اللَّهِ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمَّ صَفِيِّ اللَّهِ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمَّ حَبِيبِ اللَّهِ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمَّ الْمُصْطَفَى  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَرْضِعَةَ رَسُولِ اللَّهِ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَلِيمَةَ السَّعْدِيَّةِ فَرَضِي اللَّهُ تَعَالَى عَبْدَكَ وَ  
أَرْضَاكَ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَاوَاكِ وَرَحْمَةً اللَّهُ وَبَرَكَاتُهُ

ترجمہ

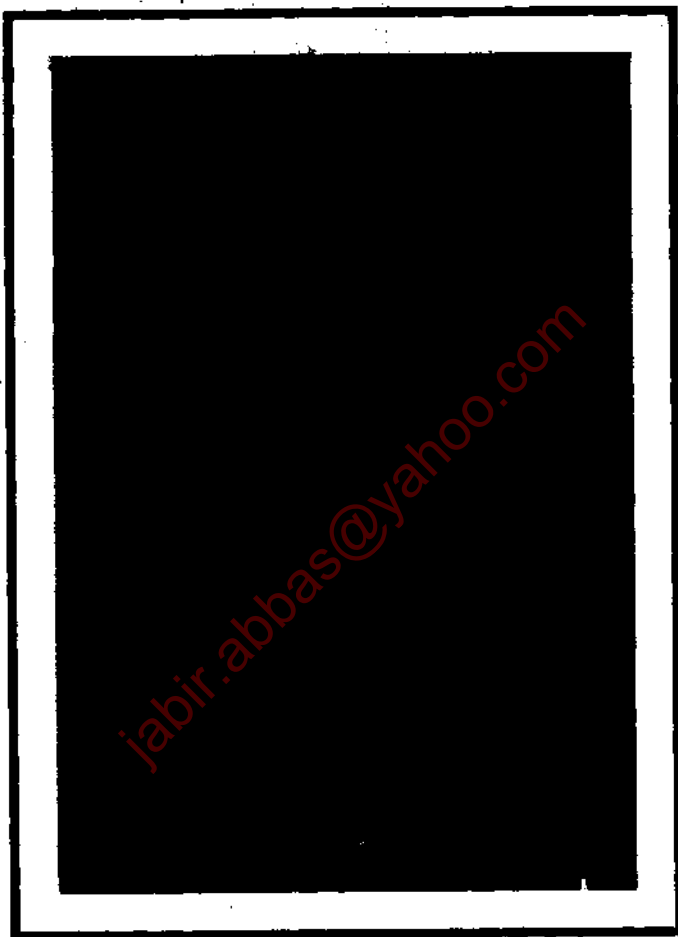
سلام ہو آپ پر اے رسول خدا کی والدہ (رضاعی ماں)  
سلام ہو آپ پر اے اللہ کے قلمس و برگزیدہ بندے کی ماں  
سلام ہو آپ پر اے خدا کے حبیب کی مادر گرامی  
سلام ہو آپ پر اے محمد مصطفیٰ کی والدہ  
سلام ہو آپ پر اے رسول خدا کو دودھ پلانے والی خاتون



سلام ہو آپ پر اسے طیبہ سعید  
خدا آپ سے راضی رہے اور آپ کو خوش رکھے اور ہمیشہ کو آپ کا  
ابدی شکر گزار رہے اور خدا کی رحمت و برکتیں ہمیں آپ پر



jabir.abbas@yahoo.com



قبر مبارک حضرت علیمہ سعیدیہ (والدہ رضاعی رسول اللہ ﷺ)

## نہایت محترم امام امین

الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللَّهِ  
 الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَوْجَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ  
 الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمَّ الْبَنِينَ  
 الْسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمَّ الْعَبَّاسِ بْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي  
 طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكَ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنَزْلَكَ وَمَاوَاكٍ  
 وَرَحْمَةً لِلَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے ولی اللہ کی زوجہ محترمہ  
 سلام ہو آپ پر اے امیر المؤمنین علیہ السلام کی زوجہ مکرمہ  
 سلام ہو آپ پر اے ام البنین  
 سلام ہو آپ پر اے عباس نامدار بن امیر المؤمنین کی والدہ گرامی  
 خداوند عالم آپ سے راضی رہے اور جنت کو آپ کا بادی ٹھکانہ قرار دے  
 اور اپنی رحمت و برکتوں سے آپ کو نوازے۔

## حضرت علیہ السلام کی حدیث

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا عَمَّتِي رَسُولَ اللَّهِ  
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا عَمَّتِي حَبِيبَ اللَّهِ  
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا عَمَّتِي الْمُصْطَفَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْكُمْ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَقَرًا لَكُمْ وَرَحْمَةً لِلَّهِ وَبَرَكَاتًا

ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیاں  
سلام ہو آپ پر اے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیاں  
سلام ہو آپ پر اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیاں  
خداوندِ عالم آپ دونوں سے راضی رہے اور آپ دونوں کو جنت  
بخشتا ہو اور خدا کی رحمت و برکتیں آپ کو نصیب ہوں۔



قبر مہارک حضرت متوجعہ عبدالمطلب (موتیہ سال)

## حضرت عباس بن عبدالمطلب کی دعوت

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ  
 اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللَّهِ  
 اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا عَمَّ حَبِیبِ اللَّهِ  
 اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا عَمَّ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفَى  
 اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا عَمَّ أَحْمَدَ الْمُجْتَبَى  
 اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا حَامِيَ الْإِسْلَامِ  
 اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مَنْ أَكْرَمَهُ رَسُولُ اللَّهِ  
 اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مَنْ اتَّبَعَ أَشْرَفَ الْأَدْيَانِ وَصَدَقَتْ بَيِّنَاتُهُ  
 خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَ أَفْوُزِ الْأَعْرَافِ وَاعْتَرَفَتْ بِرِسَالَةِ  
 سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
 اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ  
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار عباس  
 اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا  
 سلام ہو آپ پر اے خدا کے نبی کے عم محترم  
 سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا کے چچا بزرگوار  
 سلام ہو آپ پر اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا  
 سلام ہو آپ پر اے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا  
 سلام ہو آپ پر اے حامی اسلام  
 سلام ہو آپ پر اے وہ شخصیت کہ جس کا احترام رسول خدا نے کیا  
 سلام ہو آپ پر اے وہ کہ جس نے اشرف الادیان (اسلام) کی پیروی کی  
 اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور سید المرسلین صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا۔  
 سلام ہو آپ پر اے عباس بن عبدالمطلب  
 اور خدا کی رحمت و برکتیں آپ پر نازل ہوں۔



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَقِيلَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ نَبِيِّ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ حَبِيبِ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ الْمُصْطَفَى

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَخَا عَلِيٍّ الشُّرَافِي

السَّلَامُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ الطَّيَّارِ فِي الْجَنَّةِ وَعَلَى مَنْ

حَوْلَكُمْ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكُمْ وَ

أَزْهَلَكُمْ أَحْسَنَ الرِّضَاوَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَثَرِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَ

مَعْلَكُمْ وَمَاؤَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ



ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے ہمارے بزرگوار، عقیل بن ابی طالبؑ  
 سلام ہو آپ پر اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی  
 سلام ہو آپ پر اے خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عم زاد  
 سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد  
 سلام ہو آپ پر اے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے برادر  
 سلام ہو آپ پر اور آپ کے ارد گرد جو صحابہ مدفون ہیں  
 خدا آپ پر راضی رہے اور آپ کو نہایت خوشیوں دے اور آپ کا ٹھکانہ  
 ہمیشہ کی منزل بہشت کو قرار دے  
 سلام ہو آپ پر اور خدا کی رحمت و برکتیں ہوں۔

## نیدت جناب امام کلین جعفر طیب السلام

السَّلَامُ عَلَى جَدِّكَ الْمُصْطَفَى  
 السَّلَامُ عَلَى أَيْنِكَ الْمُرْتَضَى الرِّضَا  
 السَّلَامُ عَلَى السَّيِّدَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ  
 السَّلَامُ عَلَى خَدِيجَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ  
 السَّلَامُ عَلَى فَاطِمَةَ أُمِّ الْاِئِمَّةِ الظَّاهِرِينَ  
 السَّلَامُ عَلَى الثُّفُوسِ الْفَاحِشَةِ بِخُورِ الْعُلُومِ الرَّاحِزَةِ شُفْعَائِنِي  
 فِي الْآخِرَةِ وَآوَلِيَائِنِي عِنْدَ عَوْدِ الرُّوحِ إِلَى الْعِظَامِ النَّخِرَةِ ائِمَّةِ  
 الْخَلْقِ وَوَلَاةِ الْحَقِّ  
 السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الشَّخْصُ الشَّرِيفُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَوْلَانَا  
 جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ الظَّاهِرِ الْكَرِيمِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا  
 اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَمُصْطَفَاهُ وَأَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّهُ وَمُجْتَبَاهُ  
 وَأَنَّ الْإِمَامَةَ فِي وَلَدِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ نَعْلَمُ ذَلِكَ عِلْمَ الْيَقِينِ وَ  
 نَحْنُ لِلذَلِكَ مُعْتَقِلُونَ وَفِي نَصْرِهِمْ مُجْتَهِدُونَ

ترجمہ

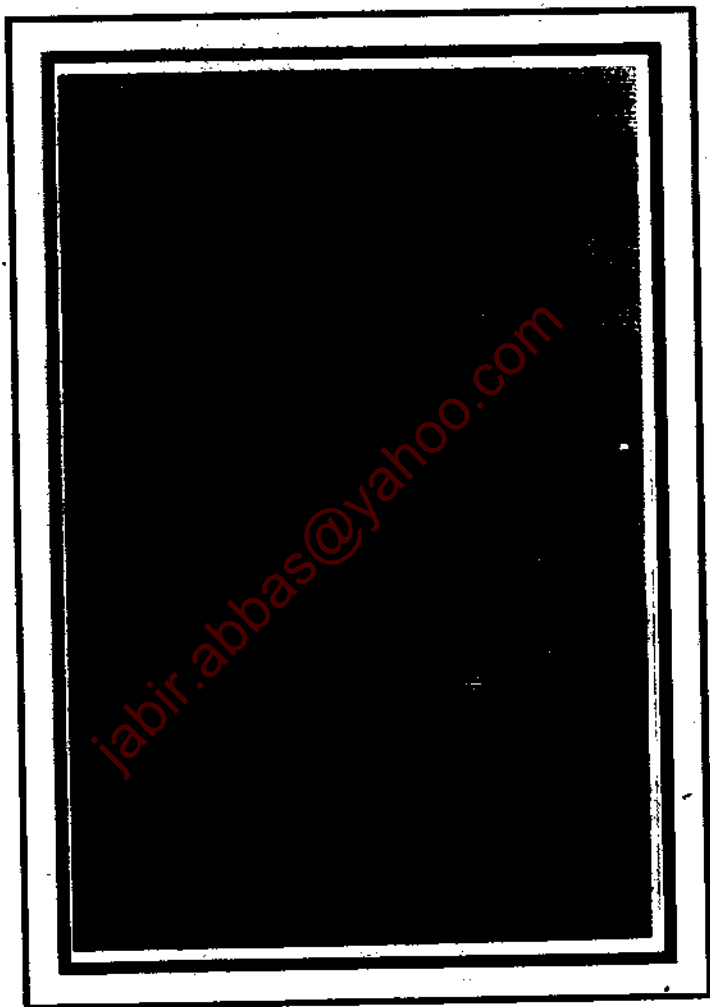
سلام ہو آپ کے جد بزرگوار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر  
 سلام ہو آپ کے پدر بلند ار علی مرتضیٰ علیہ السلام پر  
 سلام ہو سیدین حسن و حسین علیہما السلام پر  
 سلام ہو حضرت جدیجہؑ پر جو ام المومنین اور سیدہ نساء العالمین علیہا السلام  
 کی مادر ہیں۔

سلام ہو فاطمہ زہراء علیہا السلام پر جو آئمہ طاہرین علیم السلام کی مادر ہیں۔  
 سلام ہو ان بلند ہستیوں پر جو علوم کے غاٹھیں مارتے ہوئے سمندر ہیں،  
 جو آخرت میں میری شفاعت کرنے والے ہیں اور وہ اس وقت میرے سر پرست  
 ہوں گے جب روح بوسیدہ ہڈیوں کی طرف لوٹ آئے گی۔ جو مخلوق کے امام اور برحق  
 رہنا ہیں۔

سلام ہو با عظمت انسان اسماعیل بن جعفر صادقؑ پر کہ جو پاک و کریم ہیں۔  
 میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے برگزیدہ ہیں اور علی علیہ السلام خدا کے  
 ولی اور منتخب و پسندیدہ ہیں اور قیامت تک ان کی نسل میں امامت رہے گی۔ ہم یہ  
 سب کچھ علم الیقین کے ساتھ جانتے ہیں اور اسی پر ہمارا عقیدہ ہے اور ہم ان کی  
 نصرت کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔



حضرت عثمان بن عفان کی قبر  
جو پہلے جنت البقیع سے باہر تھی اب اس کی موجودہ پوزیشن دہلی کے اندر ہے۔



قیور مبارکہ ازواج النبیؐ امہات المؤمنین

## شہداء کی دعوت

الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءَ يَا سَعْدَاءَ يَا نُجَبَاءَ يَا ثَقَبَاءَ

يَا أَهْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ

الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ

الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءَ كَافَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

الْسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

الْسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ

الْسَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

الْسَّلَامُ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِينَ

الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا الشُّهَدَاءُ الْمُؤْمِنُونَ

الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْإِيمَانِ وَالتَّوْحِيدِ

الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَنْصَارَ دِينِ اللَّهِ وَأَنْصَارَ رَسُولِهِ

عَلَيْهِمْ وَالِهِ السَّلَامُ

الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ

اخْتَارَكُمْ لِدِينِهِ وَاضْطَفَاكُمْ لِشَرْعِهِ وَاشْهَدَ اَنْتُمْ جَاهِدْتُمْ  
 فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَذَبَبْتُمْ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَعَنْ نَبِيِّهِ وَجَدْتُمْ  
 بِاَنْفُسِكُمْ ذُوْنَهُ وَاشْهَدَ اَنْتُمْ قُتِلْتُمْ عَلَى مِنْهَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ  
 فَجَزَاكُمْ اللّٰهُ عَنْ نَبِيِّهِ وَعَنِ الْاِسْلَامِ وَاهْلِهِ اَفْضَلَ الْجَزَاءِ  
 وَعَرَفْنَا وُجُوْهَكُمْ فِي مَحَلِّ رِضْوَانِهِ وَمَوْضِعِ اِكْرَامِهِ مَعَ  
 النَّبِيِّنَّ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالشّٰهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسَنَ اَوْلِيَكَ  
 رَفِيْقًا ' اَشْهَدُ اَنْ كُمْ حِزْبُ اللّٰهِ ' وَ اَنْ مَنْ حَارَبَكُمْ فَقَدْ  
 حَارَبَ اللّٰهَ وَ اَنْتُمْ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ الْفَائِزِيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ اَحْيَاءُ  
 عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ' فَعَلَى مَنْ قَتَلَكُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةُ  
 وَالنّٰسِ اَجْمَعِيْنَ ' اَتَيْتُكُمْ يَا اَهْلَ التَّوْحِيْدِ زَائِرًا وَالْحَقَّكُمْ  
 عَارِفًا وَبِزِيَارَتِكُمْ اِلَى اللّٰهِ مُتَقَرِّبًا وَبِمَا سَبَقَ مِنْ شَرِيْفِ  
 الْاَعْمَالِ وَمَرْضَى الْاَفْعَالِ عَالِمًا فَعَلَيْكُمْ سَلَامُ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ  
 اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ' وَعَلَى مَنْ قَتَلَكُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبُهُ وَسَخَطُهُ  
 ' اَللّٰهُمَّ اَنْفَعْنِيْ بِزِيَارَتِهِمْ وَتَبَتَّنِيْ عَلَى قَصْدِهِمْ وَتَوَفَّنِيْ  
 عَلَى مَا تَوَفَّيْتَهُمْ عَلَيْهِ وَاجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فِيْ مُسْتَقَرِّ دَارِ  
 رَحْمَتِكَ اَشْهَدُ اَنْتُمْ لَنَا فَرِطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ لَا حِقُوْنُ

ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے شہدائے اسلام!

سلام ہو آپ پر اے سعادت مند شخصیات!  
سلام ہو آپ پر اے بزرگوار و بلند مقام افرازا  
سلام ہو آپ پر اے سچے انسانو!  
سلام ہو آپ پر اے وفا شعار لوگو!  
سلام ہو آپ پر اے خدا کی راہ میں بھرپور جہاد کرنے والو!  
سلام ہو آپ پر کہ آپ نے خدا کی راہ میں صبر اختیار کیا اور  
’مہینتیں برداشت کر کے جنت حاصل کر لی‘  
سلام ہو آپ پر اے سب شہیدو! اور اللہ کی رحمت و برکتیں ہوں آپ پر  
سلام ہو رسول خداؐ پر!  
سلام ہو خدا کے نبیؐ پر!  
سلام ہو حضرت محمد بن عبد اللہؐ پر!  
سلام ہو آنحضرتؐ کے اہل بیت طاہرین علیہم السلام پر!  
سلام ہو آپ پر اے با ایمان شہیدو!  
سلام ہو آپ پر اے اہل ایمان و اہل توحید!  
سلام ہو آپ پر اے دین خدا کی مدد کرنے والو!  
سلام ہو آپ پر اے رسول خداؐ کی نصرت کرنے والو!  
سلام ہو آپ پر کہ آپ نے ہر مرحلہ میں صبر اختیار کیا تو خدا نے آپ کو  
’بہشت عطا کی جو بہترین ٹھکانہ ہے۔‘

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے آپ لوگوں کو اپنے دین کے لیے چن لیا‘



اور آپ کو اپنی شریعت کی حفاظت کے لیے پسند کر لیا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگوں نے خدا کی راہ میں بھرپور جہاد کیا جیسا کہ جہاد کرنے کا حق تھا، اور آپ نے خدا کے دین کا دفاع کیا اور رسول خداؐ کے موقف و مشن میں بھرپور کردار ادا کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں جان قربان کر دی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول خداؐ کے راستہ پر چل کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے، پس خدا آپ کو اپنے نبیؐ اور اسلام و اہل اسلام کی طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے اور ہمیں مقام رضوان و بہشت بریں میں آپ کے مبارک چروں کا دیدار نصیب کرے۔ اور نبیوں، صدیقین اور شہداء و صالحین کے ساتھ قرار پانے کا اعزاز جو کہ بہت ہی اچھی رفاقت ہے، اس کا دیدار ہمیں نصیب کرے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی جماعت ہیں اور جس نے آپ سے جنگ کی گویا اس نے خدا سے جنگ کی کہ آپ ہی مقرب درگاہ الہی اور کامیاب ہیں اور وہی ہستیاں ہیں جو زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس رزق پاتی ہیں، پس جس نے آپ کو قتل کیا اس پر خدا، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔

اے اہل توحید و خدا پرست افراد! میں آپ کی زیارت کرنے میں آیا ہوں کہ میں آپ کے مقام و مرتبہ کو پہچانتا ہوں اور آپ لوگوں کی زیارت کے ذریعے خدا کے قرب کا خواہاں ہوں اور آپ کے پاکیزہ اعمال و افعال سے اچھی طرح آگاہی رکھتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔

آپ پر خدا کا سلام، اس کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، اور آپ کے

قائلوں ٲر خدا کی لعنت اور اس کا غضب و سختی نازل ہو۔

ٲر درد گارا! مجھے ان شہیدوں کی زیارت کے فیوضات سے بہرہ مند فرما، اور  
مجھے ان کے ارادوں کو ثابت قدمی سے اپنانے کی توفیق عطا فرما، اور میرا بھی انہی کی  
مانند خاتمہ بالخیر فرما، اور مجھے ان کے ساتھ ایک ہی جگہ اپنی رحمت کے سایہ میں قرار  
دے۔

میں گواہی دیتا ہوں اے شہیدو۔ کہ آپ پیش قدم ہو گئے اور ہم آپ کے  
بیچے آرہے ہیں

# کتبیات

(جن کتب کے بالواسطہ یا بلاواسطہ حوالہ جات ذکر کئے گئے ہیں)

المنجد فی اللغة

قاموس اللغة

معجم مقاییس اللغة

القاموس المحیط

المقامم المطالبہ

معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع

الکامل فی التاريخ

صحیح مسلم

الموطا امام مالک

اللبقات الکبری

سنن ابی داؤد

صحیح ترمذی

مسند احمد بن حنبل

فروع کلنی

من لا يحضره الفقيه

بحار الأنوار

ولاول مرة في تاريخ العالم

دائرة المعارف الحسينية (المراقد)

عمدة الاخبار في مدينة الختار

مروج الذهب ومطون الجوهر

تذكرة النواص

اخبار مدينة الرسول

سفرنامه ابن جبير

سفرنامه ابن بطوطه

وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى

سفرنامه فراخاني

سفرنامه نائب الصدر

وصف المدينة المنورة

الرحلة المجازية

دائر المعارف و جدي

مرآة الحرمين

انساب العرب

تهذيب التهذيب

الاصليه

تاریخ یعقوبی

سیره نبویه ابن هشام

سیره نبویه ابن کثیر

اسباب النزول

کنز العمال

سنن ابن ماجه

مجمع الزوائد

شرح نهج البلاغه ابن ابی الحدید معتزلی

المختصر فی اخبار البشر

الاستیعاب

صحیح بخاری

الثقات

مستدرک حاکم نیشاپوری

نور الابصار

خصائص الامه

مجمع البحرين

خشى الامال

الحقد الفريد

مقاتل الطالسن

تاریخ و مشق کبیر

سفیت البحار

سنن دار قطنی

تشیق القتل فی احوال الرجال

شذرات الذهب

مرآة الزمان

مناقب، ابن خشر آشوب

اعلام الوری

دائرة المعارف الاسلامیہ

الفتوح، اعظم کوئی

سیرہ حلبیہ

تاریخ طبری

السنن الکبریٰ، بیہقی

حلیۃ الاولیاء

تفسیر فی

سنن ترمذی

المعارف

تفسیر در منشور

جمع الجوامع

تاريخ الخلفاء

النساب الاشراف

اسد الغلبه

الامامه والسياسه

رياض النظره

الدعاء والزياره

www.ziaraat.com  
jabir.abbas@yahoo.com  
Sabeer-e-Sakina

# فہرست کتب

## ادارہ منہاج الصالحین لاہور

☆ نام کتاب	ہدیہ	☆ نام کتاب	ہدیہ
☆ تلاش حق	120	☆ آسان مسائل	60
☆ ذکر حسین	100	☆ تاریخ جنت البقیع	100
☆ تاریخ چہ قدم پر	120	☆ عمرہ و الحائس	100
☆ اسلامی معلومات	100	☆ حقوق زوجین	25
☆ محمد تاج	100	☆ ارشادات امیر المومنین	15
☆ محمد ربانی	100	☆ صدائے مظلوم	45
☆ سورج پادلوں کی ٹوٹ میں	100	☆ مراسم عروسی و عرواۃ حول	30
☆ شہید اسلام	50	☆ اسلامی پیلیاں	25
☆ قیام عاشورہ	50	☆ لڑکی سونا لڑکا چاندی	25
☆ قرآن پور اہل بیت	100	☆ فکر حسین پور ہم	10
☆ ربی معلومات	45	☆ پیام عاشورہ	30
☆ لوجن پوچھے ہیں کہ ثلوی کس سے کریں	25	☆ مصومین کی کہانیاں	25
☆ عالم حاکم اور صحابی امام	10	☆ ارشادات مصلو و مرتضیٰ	30
☆ توحیح مرا	175	☆ از لوی مسلم	6
☆ تفسیر سورہ قاتحہ	100	☆ نقد اہل بیت	45
☆ مشعل ہدایت	100		